ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

# فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

ہندوستان ۔ سالانہ صہ ۔ ششماہی ۳؎ ۔ سہ ماہی عہ ۔ بیرون ہند سالانہ لعمہ

قیمت فی پرچہ ۱؍

مینیجر: شیخ محمد اسمٰعیل خان احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸


Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۴۰ء نمبر ۳

## دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۹ جنوری حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ہفتہ زیر اشاعت میں نزلہ کھانسی کی تکلیف رہی۔ حرارت بھی ہوتی رہی ہے۔ ابھی تک کھانسی کی تکلیف ہے۔ احباب صحت کامل کے لئے دعا فرمادیں۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی مختلف عوارض سے علیل ہیں۔ احباب دردِ دل سے صحت عاجل اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

(۳) عید الاضحیٰ کا چاند ۱۱ جنوری کو قادیان میں دیکھا گیا تھا۔ جس کی بناء پر ۲۱ جنوری کو عید ہونی تھی۔ مگر بیرونجات سے مختلف احباب کی طرف سے تاریں پہنچیں۔ کہ چاند ۱۰ جنوری کو دیکھا ہے۔ اس بناء پر قادیان میں بھی ۲۰ جنوری بروز ہفتہ عید کی گئی۔

(۴) ۱۸-۱۹ جنوری کو خدا کے فضل سے ایسی زمین دوز بارش ہوتی رہی ہے۔ جس کا ایک ایک قطرہ فصل کے واسطے موجب ترقی ہوتا رہا۔ ابھی تک مطلع ابر آلود ہے۔ الحمد للہ کہ بارش نے بروقت ہو کر خدا کی مخلوق کو خوشحال کر دیا۔

## سال ششم کے وعدوں کی آخری تاریخ

### یکم فروری ۱۹۴۰ء کے بعد کا بھیجا ہوا کوئی وعدہ تحریک جدید منظور نہ کیا جائیگا

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ تحریک جدید سال ششم کے وعدوں کیلئے جو اعلان فرمایا ہے۔ اسکی آخری تاریخ ہندوستان کیلئے ۳۱ جنوری ۱۹۴۰ء ہے۔ سکرٹری صاحبان تحریک جدید کو اس تاریخ تک اپنی اپنی جماعت کے وعدے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوا دینے چاہئیں۔ اور جہاں سکرٹری تحریک جدید نہ ہوں۔ وہاں احباب خود اس طرف فوری توجہ کریں۔ کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ اعلان فرما چکے ہیں۔ کہ یکم فروری ۱۹۴۰ء کے بعد کا بھیجا ہوا ہندوستان کا کوئی وعدہ تحریک جدید منظور نہ کیا جائیگا سوائے ان مستثنیات کے جو وقتاً فوقتاً بیان ہوتی رہی ہیں۔

## واپسی قرضہ ایک لاکھ

یکم ماہ نومبر ۳۹ء سے اب تک قرضہ ایک لاکھ میں سے ۔/۔/۴۴۳ روپیہ کی اور رقم ادا کی جاچکی ہے۔ اور اب واپس کرنے کو صرف ساڑھے ستائیس ہزار کے قریب روپیہ باقی ہے۔

جن احباب کی رقمیں اس قرضہ میں جمع ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ میعاد ختم ہونے پر اصل رسید بھیجکر روپیہ طلب فرمالیا کریں۔ اگر کسی دوست کو قبل از وقت روپیہ لینے کی اشد ضرورت پیش آجائے۔ ان کو بھی ان کا روپیہ واپس دینے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ (ناظر بیت المال)

**اعلان نکاح** (۱) نور محمد صاحب پسر بابا جان محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس چک ۹۵/۹-R ضلع منٹگمری کا نکاح ناصرہ بیگم صاحبہ بنت ملک عطا محمد صاحب مرحوم قادیان کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر اور (۲) ماسٹر اسلام باری صاحب پسر بابا حکیم غلام محمد صاحب قبولہ ضلع منٹگمری کا نکاح آمنہ بیگم صاحبہ بنت بابو فقیر اللہ صاحب سگنیلر ہزارہ دختیانہ کے ساتھ پانسو روپیہ مہر پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۹ دسمبر ۳۹ء کو پڑھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری

**ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو**

# شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور ان کے ہمخیالوں کو خاکسار ایڈیٹر فاروق کی طرف سے

## مباہلہ کا چیلنج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(واضح رہے کہ میرا یہ چیلنج میری ذاتی عقیدت اور تحقیق اور ایمان اور عرفان اور یقین کی بنا پر ہے۔ نہ کسی دوسرے کے بھروسہ پر) شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری رات دن اس غم میں گھلے جا رہے ہیں۔ کہ احمدی جماعت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو مصلح موعود کیوں مان رہی ہے۔ اس عقیدہ سے تو احمدیت کا کچھ رہتا ہی نہیں۔ بلکہ اسلام کا بھی شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ معلوم نہیں یہ غلط عقیدہ جماعت میں کن دلیلوں کی بنا پر بنا لیا گیا ہے۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نسل سے ایک مصلح موعود کے پیدا ہونے کی خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی فرمائی تھی۔ مگر وہ مصلح موعود مبارک احمدؐ یا بشیر اول ہو سکتا تھا۔ جو دونوں فوت ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود کا خیال ان کے مصلح موعود ہونے کی نسبت غلط ہو گیا۔ دراصل پیشگوئی کا تو یہ منشا رتھا کہ مصلح موعود آپ کے موجودہ بیٹوں میں سے نہیں۔ بلکہ کسی آئندہ زمانہ میں صدیوں بعد آپ کی ذریت سے پیدا ہوگا۔ اس کے متعلق مصری صاحب نے رات دن کی کد و کاوش اور جد و جہد سے دو رسالے لکھ کر ایک گذشتہ جلسہ سالانہ ۳۸ء پر "شان مصلح موعود" نام کا اور دوسرا جلسہ ۳۹ء پر "ذریت مبشرہ" کے نام سے احمدیہ جماعت میں تقسیم کئے ہیں۔ میں نے ان دونوں رسالوں کو پڑھا ہے۔ اور بہت توجہ سے خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے۔ کیونکہ "مصلح موعود" نام کا میں ایک رسالہ دہلی سے بجواب "المصلح الموعود" مصنفہ مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام لکھ کر شائع کر چکا ہوں۔ مجھے اس مسئلہ کے مالہٗ وما علیہ پر خدا کے فضل سے پورا عبور ہے۔ اور خاص دلچسپی ہے۔ شیخ صاحب نے بھی میرے اس رسالہ کا ذکر "شان مصلح موعود" میں کیا ہے اسلئے بھی مجھے شیخ صاحب کی سعی ناکام کے دیکھنے کا از حد شوق تھا۔ مگر افسوس کہ میں جس قدر اس کو پڑھتا جاتا ایسی باتیں اس میں پاتا جاتا تھا۔ جو ایک "حقیقی خیرخواہ" اور "خیر اندیش" تو کجا کسی ظاہری ریا کار خیرخواہ سے بھی نہ سنی جاتیں۔ ان کے "شان مصلح موعود" رسالہ کے جواب میں عزیزم قاضی بشیر احمدؐ صاحب نے فاروق میں اور مکرم قاضی نذیر احمدؐ صاحب مولوی فاضل کوروال نے الفضل میں چند نمبر شائع کئے ہیں۔ جن کے جواب الجواب میں شیخ صاحب نے "ذریت مبشرہ" نامی رسالہ لکھ مارا۔ جو صداقت کی تکذیب میں بھی کچھ قابل وقعت نہ پایا گیا۔ میں اس رسالہ جدیدہ کے صرف ۳۹ صفحہ پڑھ چکا تھا۔ جو بڑے زور سے میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی۔ کہ شیخ صاحب کی خامہ فرسائی کی کچھ داد دینی چاہیئے مگا میرے خیال میں یہ طریق بہتر نظر آیا۔ کہ شیخ صاحب کو آئندہ کی روزانہ سمع خراشی سے ایک آسان طریق پر نجات دلائی جاوے۔ جو نہایت ہی نتیجہ خیز اور فیصلہ کن ہو۔ اور وہ طریق آسمانی فیصلہ ہے۔ یعنی

### دعوت مباہلہ

سو میں نہایت شرح صدر اور دلی خواہش اور اپنے ذاتی علم و ایمان و یقین کی بنا پر شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور اس مسئلہ میں ان کے پیغامی ہمخیالوں کو مندرجہ ذیل پانچ امور پر اپنے ساتھ مباہلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں:۔

(۱) میرا یقین اور ایمان ہے۔ کہ مصلح موعود کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صلبی اولاد کے متعلق ہے۔ جو کہ آپ کے تخم سے پیدا ہوگا۔ نہ کہ آپ کی کسی آئندہ نسل یا ذریت کے بارے میں:۔

(۲) میرا یقین اور ایمان ہے۔ کہ ۹ برس کی میعاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کے ہی پیدا ہونے کی مقرر کی تھی۔ جو آپ کی زندگی میں پیدا ہونے والا تھا۔

(۳) میرا یقین اور ایمان ہے۔ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے ہی شکم مبارک سے پیدا ہونے والے ایک لڑکے کے متعلق تھی۔ جو عمر پانے والا ہو۔

(۴) میرا یقین اور ایمان ہے۔ کہ وہ مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الصمد ہیں۔ دوسرا اور کوئی نہ ہے۔ نہ آئندہ اس پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوگا۔

(۵) میرا یقین اور ایمان ہے۔ کہ مصری صاحب یا کوئی دوسرا ان کا ہم خیال جو سیدنا امیر المومنین مصلح موعود حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہٖ کے مصلح موعود ہونے سے منکر ہے۔ اور آئندہ کسی زمانہ میں اس مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق کا مدعی ہے۔ وہ کاذب ہے اور فاسق۔

ان پانچ امور میں شیخ صاحب مصری کو اور جو بھی ایسے ہی عقیدہ کا معتقد ہو۔ خصوصاً امیر پیغام یا ان کے انعام ایڈیٹر پیغام کو

### چیلنج کرتا ہوں

کہ وہ ایک تاریخ مقررہ پر جو بتراضیٔ فریقین مقرر ہو گی۔ قادیان میں مجھ سے مباہلہ کر لیں۔ میں میدان مباہلہ میں پہلے تین بار مؤکد بعذاب یہ بیان کروں گا۔ کہ "اے علام الغیوب میرا ایمان اور یقین ہے۔ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ وہ اپنی صلبی اولاد میں سے ایک لڑکے کے متعلق تھی جو آپ کے تخم سے اور حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے شکم مبارک سے پیدا ہونے والا تھا۔ نہ کہ کسی آئندہ زمانہ میں آپ کے بعد وفات پیدا ہونے والے کے لئے۔ اور اس مصلح موعود کے متعلق ۹ برس کے اندر اپنی زندگی میں ہی پیدا ہونے کی خبر دی تھی۔ اور وہ مصلح موعود حسب پیشگوئی مذکور سیدنا امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الصمد ہیں۔ اگر میں یہ عقیدہ اپنے دل سے نہیں بلکہ بظاہر منافقانہ رکھتا ہوں۔ اور یہ عقیدہ میرا تیری پیشگوئی مصلح موعود والی کے خلاف ہے۔ اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا یہ عقیدہ درست ہے۔ تو مجھ پر ایک سال کے اندر ایک ایسا سخت عذاب نازل کر۔ جس کا نتیجہ موت ہو۔ اور اگر میرا یہ عقیدہ صحیح ہے۔ اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا غلط ہے۔ تو انکو ایک سال کے اندر ایسے عبرتناک عذاب کا مورد بنا۔ جو طالبان صداقت کے لئے ایک کھلا نشان ہو۔ آمین"

پس جب میں تین بار یہ دعا کر چکوں۔ تو ہر بار دونوں فریق آمین کہیں۔

اس کے بعد شیخ صاحب تین بار ان الفاظ میں حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں۔ کہ "اے قادر و ذوالجلال میرا یقین اور ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مصلح موعود کی پیشگوئی کی تھی۔ وہ موجودہ اولاد میں سے کسی صلبی بیٹے کے متعلق جو حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے شکم سے پیدا ہوں نہ تھی۔ بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی نسل اور ذریت سے پیدا ہونے والے کے لئے تھی۔ اور وہ نو برس کی میعاد اس مصلح موعود کی پیدائش کے واسطے نہیں مقرر کی گئی تھی۔ اور حضرت خلیفہ صاحب مکرم میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ مصلح موعود نہیں ہیں۔ وہ مصلح موعود ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ اگر میرا یہ عقیدہ تیری پیشگوئی کے خلاف ہے۔ اور میرے مد مقابل کا عقیدہ پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ تو مجھ پر ایک سال کے اندر ایسا عبرتناک عذاب نازل کر۔ جس کا نتیجہ موت ہو۔ تاکہ حق ظاہر ہو جاوے۔ ورنہ میرے مد مقابل کو سخت عذاب کا مورد بنا۔ تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو جاوے۔ آمین"

پس جب شیخ صاحب تین دفعہ یہ دعا کر چکیں تو ہر دفعہ دونوں آمین کہیں۔ اس کے بعد ایک سال تک ہم دونوں میں سے اس مسئلہ کے متعلق کوئی تحریر یا تقریر نہ کرے۔ یہ وہ طریق فیصلہ ہے۔ جس سے نہایت آسانی کے ساتھ حق ظاہر ہو جاوے گا۔ اور شیخ صاحب کو شبانہ روزی دماغ سوزی اور جگر دوزی کی ضرورت نہ رہے گی۔ امید ہے۔ کہ شیخ صاحب نے اگر کوئی حیلہ نہ نکال کر اس آسان راہ کی طرف جلد سے جلد قدم اٹھایا۔ تو دنیا کی ہدایت کا موجب بنیں گے۔ ؎

نکل میدان میں مصری ذرا ثابت قدم ہو کر
خدا سے فیصلہ چاہیں گے اب دونوں بہم ہو کر

خاکسار قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان۔

---

## غیر مسلموں میں یوم التبلیغ

تمام احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ غیر مسلموں میں یوم التبلیغ کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی منظوری سے امسال ۳ر مارچ ۱۹۴۶ء اتوار کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ لہذا توقع کی جاتی ہے۔ کہ دوست اس دن کو کامیابی کے ساتھ منانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں گے۔ دسکرٹری ترقی اسلام

(نظارت دعوت و تبلیغ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۴۰ء | نمبر ۳

## جلسہ خلافت جوبلی ۲۷ر دسمبر ۳۹ء

## حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر کا خلاصہ

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۹ء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے متفرق امور کے متعلق جو تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ تقریر ۲ بجے بعد دوپہر شروع ہو کر ۶½ بجے شام ختم ہوئی۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

### شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے ساتھیوں کی ایک اشتعال انگیز حرکت

مجھے رات امور عامہ کی طرف سے رپورٹ ملی۔ کہ ہماری جماعت کی طرف سے جو اشتہارات لگائے گئے تھے۔ ان پر شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے ساتھیوں کی طرف سے ایک نہایت ہی گالیوں سے پُر اشتہار کے فقرات کاٹ کر سب جگہ چسپاں کر دیئے گئے تھے۔ تا جماعت کے جو دوست اپنے اشتہاروں کو پڑھیں۔ ان کی نگاہ ان گالیوں پر بھی پڑ جائے۔ ان فقرات کے اندر کوئی دلیل نہ تھی۔ کوئی برہان نہ تھا۔ کوئی دین کے متعلق دعوےٰ نہ تھا۔ محض گالیاں ہی گالیاں تھیں۔ جو ان فقرات میں لکھی تھیں۔ اور مجھے امور عامہ نے رپورٹ کی۔ کہ ہم نے وہ اشتہارات اتروا دیئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ان کی غلطی تھی۔ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ وہ ان اشتہارات کو اتروا تے۔ کیونکہ میری طرف سے کہا گیا تھا۔ کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے مجھے گالیاں دی ہیں۔ مگر ان کی طرف سے متواتر کہا گیا۔ کہ انہوں نے گالیاں نہیں دیں۔ اس وقت قادیان میں کھانے کی پرچیوں کے لحاظ سے ۳۸ ہزار آدمی جمع ہیں گذشتہ سال پچیس ہزار تھا۔ ان اڑتیس ہزار آدمیوں میں علاوہ جماعت کے دوستوں کے غیر احمدی ہندو اور سکھ شرفاء بھی موجود ہیں۔ اگر یہ سب ان فقرات کو پڑھ لیتے۔ تو یہ ثبوت ہوتا اس بات کا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا۔ وہ درست تھا۔ اور جو کچھ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کہا کرتے تھے۔ وہ غلط تھا۔ مگر امور عامہ والوں نے غلطی سے اس خدائی نشان کو جو میری صداقت میں خدا تعالےٰ نے ظاہر کیا۔ باطل کر دیا۔ ممکن ہے اب بھی بیسیوں یا سینکڑوں نے ان گالیوں کو پڑھا ہو۔ لیکن اگر وہ اشتہارات نہ اتروائے جاتے۔ تو ہر شخص کو معلوم ہو جاتا۔ کہ مصری صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے ہمیں گالیاں نہیں دیں۔ درست نہیں تھا۔ میں ان الفاظ کو نہیں دہراتا۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ کمزور طبائع مشتعل نہ ہو جائیں۔ لیکن جن دوستوں نے ان گالیوں کو پڑھا ہے۔ ان کو میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ انہیں ان باتوں کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آج تک اللہ تعالےٰ کے دین کی خدمت کرنے کے لئے کوئی جماعت ایسی کھڑی نہیں ہوئی۔ جسے مخالفین کی طرف سے گالیاں نہ ملی ہوں۔

### صحت کی حالت

اپنی صحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ گذشتہ سال میری طبیعت بہت خراب رہی ہے۔ بار بار نقرس کے دَورے ہوئے۔ اسہال کی تکلیف مدتوں سے کم ہو گئی تھی۔ مگر دس بارہ سال کے بعد اس قدر شدید دَورے ہوئے۔ کہ مہینوں اس کا سلسلہ جاری رہا۔ اپنڈکس اور گردے کے مقام پر بھی شدید دردیں ہوئیں۔ اس وجہ سے جو امید مجھے کام کرنے کے متعلق تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ اگر صحت اچھی رہتی۔ تو گذشتہ سال جن کاموں کا ذکر کیا گیا تھا۔ وہ سارے ہو جاتے۔ مگر بعض ہوئے ہیں۔ اور بعض ادھورے رہ گئے۔

### اخبارات سلسلہ کا ذکر

حضور نے اخبارات سلسلہ کا ذکر فرماتے ہوئے سب سے پہلے "الفضل" کے مضامین کے متعلق فرمایا۔ کہ ادارہ الفضل نے محنت اور توجہ سے کام نہیں کیا۔ اور جو گذشتہ جلسہ ۳۸ء پر میں نے مشورہ دیا تھا۔ اس کے مطابق عمل نہیں ہو سکا۔ اور مضامین مفید اور کار آمد بہت کم شائع ہوئے ہیں۔ تعلیمی۔ سیاسی۔ صنعتی۔ تاریخی۔ اقتصادی کوئی مضمون نہیں نکلا۔ اور جو نکلا۔ وہ بھی کوئی مفید نہ تھا۔ سیاسی بعض مضمون بے ضرورت لکھے گئے۔ الفضل کی جہالت سے "فاروق" نے فائدہ اٹھایا۔ سن رائیز انگریزی اخبار کی تعریف فرمائی۔ اور اس کے مضامین پر اظہار پسندیدگی فرمایا۔ اور احباب کو اسکی خریداری کے لئے خصوصاً انگریزی خوان طبقہ کو خاص توجہ دلائی۔ اس کے بعد اخبار "فاروق" کے متعلق حضور نے فرمایا۔ کہ

"فاروق" نے اس سال پہلے سے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ اس میں علاوہ اور مضامین کے تحریک جدید کے ان مجاہدین کی رپورٹیں بھی چھپتی رہتی ہیں۔ جو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ ان رپورٹوں میں سے بعض بہت مفید اور دلچسپ ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان میں ایسے اعلےٰ درجہ کے معلومات ہوتے ہیں۔ جو جغرافیائی اور تاریخی واقفیت کو بہت بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح "فاروق" میں میرا خطبہ بھی شائع ہوتا ہے۔ مگر باوجود ان تمام خوبیوں کے اسکی قیمت صرف اڑھائی روپیہ سالانہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اڑھائی روپیہ میں اس قسم کے اخبار کا لوگوں کو میسر آجانا غنیمت ہے اور میر صاحب موجودہ زمانہ میں اتنا سستا اخبار لوگوں کو دے کر ذاتی طور پر بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں۔ بلکہ درحقیقت وہ اس قلیل چندہ پر اخبار کو مستقل طور پر جاری ہی نہیں رکھ سکتے تھے۔ اگر تحریک جدید کے فنڈ سے ان کو مدد نہ دی جاتی۔ میں نے بہت سے معززین کے نام تحریک جدید کے فنڈ سے اخبار فاروق مفت جاری کروا دیا۔ اور اس طرح ان کی مدد ہو گئی۔ لیکن بہرحال اب بھی اس بات کی شدید ضرورت ہے۔ کہ دوست اسکی خریداری کو بڑھائیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کسی اخبار کی خریداری تو نہ بڑھے۔ اور توقع یہ رکھی جائے۔ کہ وہ اخبار عمدگی اور شان کے ساتھ چل سکے۔ آخر اخبار کو چلانے والے ہوا کھا کر گذارہ نہیں کیا کرتے۔ بلکہ ان کے گذارہ کا انحصار اخبار کی آمد پر ہوتا ہے۔ اور اخبار کی آمد خریداری کا حلقہ وسیع ہونے سے بڑھتی ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔ اگر فاروق کے دو اڑھائی ہزار خریدار ہو جائیں۔ تو میر صاحب کو پچاس ساٹھ روپیہ ماہوار کی بچت ہو سکتی ہے۔ ورنہ موجودہ حالت میں تو ان کا کام ایک شغل کا رنگ رکھتا ہے۔ اور یہ شغل ایسا ہی ہے۔ جیسے خارش والے کو خارش ہوتی ہے۔ تو وہ کھجلانے لگ جاتا ہے۔ میر صاحب نے بھی ساری عمر چونکہ اخبار کا کام کیا ہے۔ اسلئے اب بھی ہم ان سے اخبار کا کام لے رہے ہیں۔ لیکن موجودہ حالت میں ان کے گذارہ کی کوئی صورت نہیں۔ اور یہ بات انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ کہ ہم ایک شخص سے کام تو لیں۔ مگر اس کے گذارہ کا کوئی انتظام نہ کریں۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اخبار فاروق کے خریدار بنیں۔ اڑھائی روپیہ سالانہ چندہ میں انہیں میرا خطبہ بھی مل جائے گا۔ اور خطبہ کے علاوہ اور بہت سے مضامین اور رپورٹوں سے بھی وہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور جب محض اڑھائی روپیہ سالانہ چندہ میں وہ خطبہ بھی لے سکتے ہیں۔ اور دوسرے مضامین وغیرہ سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تو اس قدر سستا اخبار ہوتے ہوئے میرے نزدیک اسکی خریداری سے وہی شخص غفلت برت سکتا ہے جسے علم سے ذرا بھی مس نہ ہو۔ کوئی دوسرا شخص اس قسم کی غفلت نہیں کر سکتا۔"

### جماعتہائے بیرون ہند کا ذکر

حضور نے مغربی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ وہاں بعض لوگوں نے نظام سلسلہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ جنہیں جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ مصر کی جماعت کے متعلق فرمایا۔ کہ اس میں بہت بیداری نظر آتی ہے۔ اور اس امید کا اظہار فرمایا۔ کہ اگر یہ جماعت مضبوط ہو گئی۔ تو عالم اسلامی پر اس کا نہایت گہرا اثر پڑیگا۔ دمشق اور فلسطین کا کام بھی اچھا چل رہا ہے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ہم نے جنگ کی وجہ سے بعض ممالک سے اپنے مبلغ واپس بلا لئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ ہنگری سے مبلغ واپس بلا لیا گیا۔ پولینڈ سے پہلے ہی واپس آچکا تھا۔ اب اٹلی والے مبلغ کو بھی واپس بلا لیا جائے گا۔ مگر جب جنگ ختم ہوگی۔ تو نئے مبلغ اللہ تعالے کے فضل سے تیار ہو چکے ہوں گے۔ اور ہم انہیں مختلف ممالک میں تبلیغ کے لئے بھیج دیں گے۔

## انقلاب حقیقی

اس کے بعد حضور نے اعلان فرمایا۔ کہ کتاب "انقلاب حقیقی" دوبارہ چھپ گئی ہے۔ حیدر آباد کے ایک دوست نے دو ہزار جلدیں خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ باقی دو ہزار ہے۔ جماعت کے دوست اسکی اشاعت میں حصہ لیں۔ جب میں نے اسے دوبارہ اصلاح کے لئے پڑھا۔ تو بعض باتوں کا میں نے اس میں اضافہ کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تبلیغی طور پر تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ کتاب اچھا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ اس کتاب کے بعض حصے ایسے ہیں۔ جو اپنے اندر الہامی رنگ رکھتے ہیں۔

## اچھوتوں میں تبلیغ

اچھوتوں میں تبلیغ کے متعلق فرمایا۔ افسوس ہے۔ کہ اس سال بہت کم ہوئی ہے۔ جماعتوں نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ موجودہ وقت کا ایک اہم سوال ہے۔ جسکی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

## تعلیم و تربیت

حضور نے فرمایا۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے میں نے گذشتہ سال بعض نوجوانوں کا مطالبہ کیا تھا۔ جن کے متعلق میں نے کہا تھا۔ کہ انہیں ایسی تربیت دی جائے گی۔ جس کے نتیجہ میں وہ دیہات میں رہ کر لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔ اس کے مطابق جو نوجوان میسّر آئے۔ ان کو کمپونڈری کی تعلیم دلائی گئی۔ وٹرنری کی تعلیم دلائی گئی۔ یونانی طب سکھائی گئی۔ دوا سازی سکھائی گئی۔ زمیندارہ کا کام سکھایا گیا۔ ضروری دینی تعلیم بھی دی گئی۔ ان کی بیویوں کو بھی نوار بننا۔ کاڑھنا اور سینا پرونا سکھایا گیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ بار بار اعلان کرنے کے باوجود جماعت میں سے صرف پانچ نوجوان ایسے نکلے۔ جنہوں نے یہ کام سیکھا۔ مگر یہ سکیم ان پانچ پر ہی ختم نہیں ہو جائیگی۔ میرا دل چاہتا ہے۔ ہر احمدی گاؤں میں ایسا ایک مدرس موجود ہو۔ چونکہ اگلے سال پھر یہی ٹریننگ نوجوانوں کو دی جائے گی۔ اسلئے جو نوجوان مڈل پاس ہوں۔ اور زمیندارہ کام سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ اور جو جماعتیں فارغ التحصیل نوجوانوں کو اپنے ہاں شرائط کے مطابق رکھنا چاہتی ہوں۔ وہ اطلاع دیں۔

## مغربی کھیلوں کی بجائے دیسی کھیلوں کی ترویج

اس بارے میں حضور نے فرمایا۔ گذشتہ سال میں نے مغربی کھیلوں کی بجائے دوڑنا۔ تیرنا۔ نشانہ بازی۔ بوجھ اٹھانا۔ کشتی لڑنا۔ گتکا۔ گھوڑے کی سواری۔ اور اسی طرح اور کھیلوں کی طرف متوجہ کیا تھا۔ اور میں نے یہ کام خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا تھا۔ انہوں نے قادیان میں اسکو جاری کیا۔ اور دو مقابلے ہوئے۔ باہر کی جماعتوں میں بھی تحریک کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں بعض نے تیرنے کی مشق کی۔ بعض نے ذہانت کے مقابلے کئے۔ اور بعض نے دوسری کھیلوں میں حصہ لیا۔ اس کے بعد حضور نے ان جماعتوں کے نام سنائے۔ جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔ حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ میں نے اسی سلسلہ میں دو گریجوایٹ نوجوانوں چودھری محمد شریف صاحب بی۔ اے اور چودھری غلام یٰسین صاحب بی۔ اے کو ورزشی کالج لاہور میں کام سیکھنے کے لئے بھجوایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نوجوان خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے حیدر آباد سے گتکا وغیرہ سیکھ کر آئے ہیں۔ ان کے ذریعہ جماعت کے دوسرے نوجوانوں کو بھی یہ فنون سکھائے جائیں گے۔

## مجالس خدام الاحمدیہ کی ترقی

مجالس خدام الاحمدیہ کی ترقی کے متعلق حضور نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اب ان کی ۱۵۱ شاخیں قائم ہیں۔ دسمبر ۳۸ء میں ان کے ممبروں کی تعداد نوسو تھی جواب دو ہزار ہے۔ لیکن انہیں ابھی اور زیادہ ترقی کرنی چاہیئے۔ اور ان کی شاخیں کم سے کم شاخہائے صدر انجمن احمدیہ کے برابر ہونی چاہئیں۔

اسی ضمن میں حضور نے خدام الاحمدیہ کو وقت کی پابندی اور قربانی کی روح اپنے اندر پیدا کرنے کی نصیحت کی۔ اور فرمایا۔ کہ جو ممبران شرائط کے مطابق کام نہ کریں۔ انہیں ممبری سے الگ کر دینا چاہیئے۔

## تحریک جدید کے ماتحت پانچہزار مبلغ کھڑا کرنے کا ارادہ

واقفین زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ میری یہ خواہش ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رویا۔ کہ آپؑ کو پانچہزار سپاہی دیا جائیگا ایک تو تحریک جدید میں چندہ دینے والوں کے ذریعہ پورا ہو۔ دوسرا اس رنگ میں پورا ہو۔ کہ ہم پانچہزار تحریک جدید کے ماتحت مبلغ تیار کر دیں۔ جو اپنی تمام زندگی اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وقف کئے ہوئے ہوں۔

پس میں باہمت نوجوانوں کو جو یا تو بی۔ اے ہوں۔ یا مولوی فاضل اور انٹرنس پاس ہوں کہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے آپ کو وقف کریں۔ باپوں سے کہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بیٹوں کو تحریک کریں۔ بیٹوں کو کہتا ہوں۔ کہ وہ باپوں سے کہیں۔ کہ ہمیں خدمت اسلام کے لئے وقف کر دو۔ بھائیوں سے کہتا ہوں۔ کہ وہ بھائیوں کو تحریک کریں۔ اور دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ وہ دوستوں کو تحریک کریں۔

## چندہ تحریک جدید اور امانت جائداد

چندہ تحریک جدید کی طرف حضور نے جماعت کو توجہ دلائی۔ بالخصوص زمینداروں کو۔ اسی طرح امانت جائیداد میں حصہ لینے کی بھی احباب کو تحریک فرمائی۔

## ہجری شمسی سنہ

حضور نے فرمایا۔ میں نے گذشتہ سال عیسوی شمسی سنہ کی بجائے ہجری شمسی سنہ کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ اور اس کے لئے میں نے ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی۔ جس نے خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ اور گو کمیٹی کے سب ممبران نے ہی کام کیا ہے۔ مگر اصل میں تمام کام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب (سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ) نے کیا ہے۔ اور انہی کی کوششوں سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ گذشتہ جلسہ پر میں نے کہا تھا۔ کہ اب سنہ ۱۳۱۶ھ شمسی کا جلسہ ختم ہوا ہے۔ مگر یہ درست نہیں تھا۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ سال سنہ ۱۳۱۷ھ شمسی تھا۔ اور اس سال سنہ ۱۳۱۸ھ شمسی ہے۔ اور جنوری سے سنہ ۱۳۱۹ھ شمسی کا آغاز ہوگا۔ مہینوں کے نام بھی ہم نے تجویز کئے ہیں۔ دسمبر کے مہینہ کا نام "صلح" تجویز کیا گیا ہے۔ کیونکہ اسی سال صلح حدیبیہ ہوئی تھی۔ یہ کیلنڈر انشاء اللہ جلد ہی چھپ جائیگا۔

## قرآن کریم کا ترجمہ

قرآن کریم کے ترجمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ باوجود بیماری کے اس کا ایک حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ بلکہ کچھ حصہ کی کتابت بھی شروع ہو چکی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس کا ایک حصہ جو چھ سات سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ پہلے تین چار ماہ کے اندر اندر شائع ہو جائے گا۔ دوسرے حصہ کے متعلق کوشش کروں گا۔ کہ سال کے دوسرے حصہ میں مکمل ہو جائے۔ انگریزی ترجمہ کے متعلق مولوی شیر علی صاحب نے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ ۱۸ سپاروں کے نوٹ لکھ چکے ہیں۔ بقیہ سپاروں کے نوٹ انشاء اللہ شوریٰ تک مکمل ہو جائیں گے۔ ترجمہ پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔

## سال میں کم سے کم ایک نیا احمدی بنانے کا مطالبہ

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ میں نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ ہر احمدی سال میں کم از کم ایک نیا احمدی بنائے۔ جن دوستوں نے اپنے اس عہد کو پورا کیا ہو۔ وہ کھڑے ہو جائیں۔ (بہت تھوڑے کھڑے ہوئے) حضور نے فرمایا۔ یہ دس بلکہ پانچ فی صدی بھی نہیں بنتے۔ دوستوں کو اس طرف مزید توجہ کرنی چاہیئے۔

## جماعت کی ترقی کے متعلق اعداد و شمار

اس کے بعد حضور نے اندرون اور بیرون ہند میں احمدیت کی ترقی کا ذکر کیا۔ اس میں جو جماعتیں سبقت لے گئی ہیں۔ ان کے نام سنائے۔ اسی طرح جن ضلعوں میں سے کم احمدی ہوئے ہیں۔ یا سال بھر میں کوئی احمدی بھی نہیں ہوا۔ ان کے نام لئے۔ اندرون ہند میں سے تبلیغی لحاظ سے پہلا درجہ ضلع گورداسپور کو۔ دوسرا درجہ بنگال کو اور تیسرا درجہ ضلع گجرات کو حاصل ہوا ہے۔

## لڑکیوں کو ورثہ دینے کی تحریک

لڑکیوں کو ورثہ دینے کی تحریک کے متعلق حضور نے فرمایا۔ بعض زمینداروں نے شاید نمونہ دکھایا ہے۔ مگر لاکھوں کی جماعت میں یہ مثالیں بہت کم ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جن دوستوں کو میری اس نصیحت پر عمل کرنے کا موقع ملا ہو۔ وہ اطلاع بھجوا دیں۔ کہ ہم نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس پر عمل نہ کیا ہو۔ ان کے متعلق بھی اطلاع دی جائے۔

## جنگ کا ذکر

جنگ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔ یہ معمولی جنگ نہیں ہے۔ اس کا اثر ہماری جماعت پر بھی پڑنے والا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ اس میں حکومت کو ہر ممکن امداد دے۔ حضور نے فرمایا۔ ہر احمدی جماعت میں ایک سکرٹری جنگ بنایا جائے۔ تاکہ جنگ کے متعلق جس قسم کے احکام مرکز سے بھیجے جائیں۔ ان کو عمل میں لائے۔ اور احمدی ہر طرح مدد دیں۔ یہ مدد اسلام اور احمدیت کے لئے ضروری ہے۔

## اصلاح اعمال کا ایک لطیف گر

اس کے بعد حضور نے اصلاح اعمال کے متعلق

(بقیہ ملاحظہ ہو صک کالم ۲ کے نیچے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا قہری نشان

۲۷ دسمبر ۱۹۳۹ء کو ترکی کے علاقہ اناطولیہ میں ایک نہایت تباہ کن اور لرزہ خیز زلزلہ رونما ہوا ہے۔ جس کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ:

"وہ تباہی ہو، ہلاکت آفرینی کے اعتبار سے دنیا کے عظیم ترین زلزلوں میں سے ہے۔ کوئٹہ بہار اور جاپان کے جدید دور کے زلزلے بھی اس کے آگے بے حقیقت ہیں"۔ (اخبار زمیندار ۴ جنوری ۱۹۴۰ء صفحہ ۱)

میں اس وقت اس امر کی طرف احباب کرام کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ اس قسم کی زبردست تباہیاں اور آفتیں بلا وجہ اور بلا سبب نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کے نیچے بہت بڑی حقیقت پنہاں ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ ایسی آفتیں اہل بصیرت اور متلاشیان حق کی راہنمائی اور ان پر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ کی صداقت ظاہر کرنا ملحوظ ہوتا ہے۔ اور اس امر کی طرف ہی ہمیں آج کی اشاعت میں اپنے احباب کو توجہ دلانا مقصود ہے۔

مگر دنیا میں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض تو ایسی باتوں کے ذکر سے متاثر ہو کر اصل حقیقت پر غور کرتے ہوئے فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن بعض جن کی فطرت میں ہی فتنہ و فساد اور مغالطہ دہی کی عادت ہوتی ہے۔ وہ اس سے کچھ اور ہی مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ ۱۸۹۷ء میں جب پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی سچی ہوئی۔ تو کئی نادانوں نے لوگوں کو یہ کہہ کہہ کر اشتعال دلانا شروع کیا۔ کہ یہ احمدی لوگ دوسرے کی موت پر خوشی مناتے ہیں۔ حالانکہ ہماری خوشی اور رنگ سے تھی۔ چنانچہ اسی موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:۔

"ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں۔ اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں۔ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی"۔ (سراج منیر صفحہ ۲۶)

یہ تو ایک آریہ کی موت پر ہمارے خیالات تھے۔ مگر اس وقت جس بات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ وہ ایک دو آدمی کی موت نہیں۔ بلکہ "اس ملک کا ہے۔ جس کے بقول اخبار "زمیندار" تقریباً ۶۰ ہزار مربع میل کے وسیع رقبہ کو شدید ترین نقصان پہنچے" اور جس کے تقریباً "۴۵ ہزار آدمی ہلاک و مجروح ہوگئے"۔ اور یہ ہندو و آریہ نہیں۔ بلکہ یہ سب اس سلطنت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جو گو اس زمانہ کے مصلح کو ماننے والے تو نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ؎

کاخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

ہیں۔ وہ کم از کم اتنا ہی سہی۔ کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادموں میں سے ہونے کا تو دعویٰ رکھتے ہیں۔ پس جبکہ صرف ایک آریہ کی موت پر بھی ہمیں "درد" ہوتا ہے۔ تو "۴۵ ہزار آدمی" کے زخمی اور ہلاک ہونے پر جن کی وجہ سے لاکھوں اور انسانوں کو جو ان کے عزیز و اقربا ہیں۔ تکلیف ہوگی۔ ہمیں جس قدر رنج اور درد ہو سکتا ہے۔ اس کا تو اندازہ بھی کرنا مشکل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جب ہم ان کی تکلیف کو الہیٰ خبروں اور پیشگوئیوں کے ماتحت پاتے ہیں۔ تو ہمیں خدا کی باتوں کے پورا ہونے پر خوشی بھی ہوتی ہے

اسکی ایک اور مثال بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی زندگی میں پائی جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام کا ایک فرزند یعنی صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؓ صاحب جو ۱۹۰۷ء میں فوت ہوئے۔ تو آپ اسکی تیمارداری اس طرح کر رہے تھے کہ دیکھنے والے کہتے ہیں۔ ہمیں فکر پڑ گیا۔ کہ اگر اس بچہ کی وفات ہوگئی۔ تو جس تندہی سے حضور اسکی تیمارداری فرما رہے ہیں۔ اس کے پیش نظر شاید حضور اس غم کو برداشت ہی نہ کر سکیں۔ لیکن وہی بچہ جسکی تیمارداری اس شد و مد کے ساتھ حضور کر رہے تھے۔ جب وہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو حضور بے حد خوش ہوتے ہیں۔ اور اسی وقت اپنے دوستوں اور عزیزوں کو خطوط لکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ بے شک عزیز مبارک احمدؓ صاحب فوت ہو گیا۔ مگر مجھے اسکی وفات سے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی کئی پیشگوئیاں جو اسکی موت پر دلالت کرتی تھیں۔ پوری ہو گئی ہیں۔ پس ہم تو ایک مذہبی جماعت ہیں۔ اور جبکہ خدا کی پیشگوئی کے مطابق ہمارا عزیز ترین رشتہ دار اور قریبی بھی فوت ہو جائے۔ تو ہم الہیٰ باتوں کے پورا ہونے پر خوش ہوتے ہیں۔ تو یہ واقعہ جو اگرچہ اپنی ذات میں نہایت اندوہناک ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں ان تمام احباب سے جو اس زلزلہ سے فوت ہو گئے۔ اور ان کے اقربا سے اور ان کے ملک سے ہمدردی ہے۔ مگر اس حیثیت سے کہ اس واقعہ سے خدا تعالیٰ کے ایک مامور کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خوشی بھی ہے۔ لیکن ہماری اس خوشی سے کسی کو دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ اور نہ کسی اور کو دھوکا دینے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ:۔ "ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے۔ اور خوشی بھی"۔

اب میں اس اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ جس کا شروع میں ذکر کیا تھا۔ اور وہ یہ کہ کسی شخص کو یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ زلزلے تو آیا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ گمان سخت خطرناک ہے۔ بہت سی قومیں ایسا گمان کر کے ہلاک ہو چکی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وما ارسلنا فی قریۃ من نبیٍّ الا اخذنا اھلھا بالباسآء والضرآء لعلھم یضرعون ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس اٰباءنا الضرآء والسرآء فاخذناھم بغتۃ وھم لا یشعرون۔ (اعراف ع ۱۲) یعنی ہم نے کبھی کوئی رسول کسی بستی کی طرف نہیں بھیجا کہ اس کے بھیجنے کے ساتھ ہی وہاں کے لوگوں کو مالی و بدنی مصائب میں گرفتار نہ کیا ہو۔ اور اس سے غرض ہماری یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ لوگ خدا کے حضور عاجزی و گریہ زاری کریں۔ پھر ہم بدل دیا کرتے ہیں تکلیف کے بدلے آرام۔ یہاں تک کہ لوگ بڑھنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تکلیف بھی اور سکھ بھی دونوں ہمارے باپ دادوں کو بھی پہنچا کرتے تھے۔ پھر ان دکھوں میں نبیوں کی صداقت کا کیا ثبوت ہے۔ تب ہم پکڑ لیتے ہیں ان کو اچانک اور وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن از روئے قرآن کریم یہ خیال ایک خطرناک خیال ہے۔ اور ان لوگوں کا خیال ہے۔ جو حق سے دور ہونے والے ہیں۔ حق یہی ہے۔ کہ عام عذاب اسی وقت اور اسی زمانہ میں آتے ہیں۔ جبکہ پہلے کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیّٰ نبعث رسولاً۔ یعنی ہم کبھی عذاب نہیں بھیجا کرتے۔ جب تک اس سے پہلے رسول نہ بھیج لیا کریں۔ پس یہ زلزلہ کا عذاب جو ترکی کے علاقہ اناطولیہ میں آیا۔ یہ اس بات کی علامت ہے۔ کہ اس سے پہلے یقیناً خدا تعالیٰ کا کوئی رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ اور پھر اسکی شدت بلکہ اس زمانہ میں زلزلوں کی کثرت اور ان کی لرزہ خیز تباہی جسکی مثال پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی اسی امر کی طرف دنیا کی توجہ پھرانے اور ان پر اتمام حجت کرنے کے لئے ہے۔ کہ جس مامور الہیٰ کے دعوے کے بعد یہ آفتیں آ رہی ہیں۔ وہ یقیناً سچا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جن کی بعثت کے بعد ہی یہ ہلاکت آفریں زلزلے پے بہ پے آ رہے ہیں۔ پہلے سے خدا تعالیٰ کا یہ الہام شائع کیا تھا۔

(۱) "میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

(۲) پھر ۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا:۔ "عفت الدیار کذکری"۔ یعنی جس طرح لوگوں نے میری یاد کو اپنے دلوں سے محو کر رکھا ہے۔ اسی طرح اب میرے ہاتھ سے آبادیاں بھی صفحہ ہستی سے محو ہونگی"۔

(۳) پھر ۱۲ اگست ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا:۔ "صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے"۔ یعنی "سخت زلزلوں کے ساتھ ساتھ بعض طغیانیاں بھی مقدر ہیں۔ اور یہ دونوں مل کر دنیا میں تباہی کا باعث بنیں گے"

(۴) پھر ۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو فرمایا:۔ ادنت زمان الزلزلۃ۔ یعنی خدا فرماتا ہے۔ کہ:۔ "میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اب دنیا پر زلزلوں کا زمانہ آئے"۔

(۵) پھر ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو فرمایا:۔ "لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کروں گا"۔ یعنی یہ جو زلازل کا زمانہ آ رہا ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف حصوں میں زلزلے آئیں گے۔ اور لاکھوں

فاروق جلد ۲۵ نمبر ۳



جانیں ضائع ہوں گی۔

(۶) پھر ۱۲ر مئی ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا:۔
"ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا"۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات میں اس قسم کے بیسیوں ایسے الہامات رویا، اور کشوف ہیں۔ جن میں اس زمانہ میں ہلاکت آفرین زلازل کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور بتایا ہے۔ کہ ان میں سے بعض کے ساتھ طغیانیاں بھی مقدر ہیں۔ اور یہ دونوں مل کر دنیا میں تباہی کا موجب بنیں گے۔ چنانچہ ترکی جس کے علاقہ اناطولیہ کے زلزلہ کا اس وقت ذکر ہے۔ اس کے متعلق زلزلہ کی خبروں کے ساتھ ساتھ ان جلی عنوانات کے نیچے کہ "ٹرکی میں خوفناک سیلاب کی تباہ کاریاں"
"انسانوں اور مویشی کی تعداد کثیر پانی میں بہ گئی"۔ "تباہ کن سیلاب" کی بھی خبریں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی صداقت کو دوبالا کر رہی ہیں

لیکن جب ہم دیگر قسم کے عذابوں کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد خدا تعالے کے ان حملوں کو دیکھتے ہیں۔ جو کہ زلزلوں کے رنگ میں ظاہر ہوئے۔ تو وہ آنکھوں والوں کی آنکھیں کھولنے اور متلاشیانِ صداقت پر حق ظاہر کرنے کے لئے، کافی سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا میں تین صدیوں کے دنیا کے بڑے بڑے زلزلوں کی فہرست اور تعداد اموات دی گئی ہے۔ اس کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ جس میں زلزلوں کی پیشگوئیاں شائع ہوئیں اس کے بعد آنے والے زلزلوں کے مقابل وہ زلزلے جو براہین احمدیہ کے زمانہ سے پہلے آئے، کس قدر حقیر تھے۔ سو وہ فہرست یہ ہے:۔

| تعداد اموات | ملک | زلزلہ کس سن میں آیا |
|---|---|---|
| ۶۰ ہزار | سسلی | سنہ ۱۶۹۳ء |
| ۱۸ ہزار | لیا | سنہ ۱۷۲۷ء |
| ۵۰ ہزار | لسبن | سنہ ۱۷۵۵ء |
| ۶۰ ہزار | کیلیبریا | سنہ ۱۷۸۳ء |
| ۴۱ ہزار | کیوٹو | سنہ ۱۷۹۷ء |
| ۱۲ ہزار | کیراکس | سنہ ء |
| ۱۲ ہزار | ایلیپو | سنہ ۱۸۲۲ء |
| ۱۰ ہزار | کیلیبریا | سنہ ۱۸۵۷ء |
| ۱۲ ہزار | منڈوزا | سنہ ۱۸۶۰ء |
| ۲۵ ہزار | پیرو اور ایکواڈور | سنہ ۱۸۶۸ء |
| ۳ ہزار | منیلا | سنہ ۱۸۸۰ء |

**براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد کا زمانہ**

| تعداد اموات | ملک | زلزلہ کس سن میں آیا |
|---|---|---|
| ۲ ہزار | اسچیا | سنہ ۱۸۸۳ء |
| ۳۵ ہزار | کیراکیٹوا | سنہ ۱۸۸۳ء |
| ۲۶ ہزار | جاپان | سنہ ۱۸۹۶ء |
| ۲۰ ہزار | مانٹ پیلی | سنہ ۱۹۰۲ء |
| ۱۵ ہزار | ہندوستان | سنہ ۱۹۰۵ء |
| ۱½ ہزار | سان فرانسسکو | سنہ ۱۹۰۶ء |
| ۲½ ہزار | دلپیبر یزو چلی | سنہ ۱۹۰۶ء |
| ایک ہزار | جمیکا | سنہ ۱۹۰۷ء |
| ۳ لاکھ | میسینیا اور کلیبریا | سنہ ۱۹۰۸ء |

اس گنتی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ براہین احمدیہ سے پیشتر ۲۹۰ سال میں ۳ لاکھ ۱۳ ہزار اموات زلزلہ سے ہوئیں۔ اور گیارہ زلزلے آئے۔ مگر براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد سنہ ۱۹۰۸ء تک یعنی صرف ۲۶ سال میں ۴ لاکھ تین ہزار اموات ہوئی ہیں۔ اور زلزلے دس آئے ہیں۔ گویا ایک لاکھ کے قریب اموات ان سے زیادہ واقع ہوئی ہیں۔ اور ابھی انسائیکلوپیڈیا کے اس نقشہ میں وہ زلزلے اور ان کی تعداد شامل نہیں۔ جو کہ سنہ ۱۹۰۸ء کے بعد اب تک آئے۔ حالانکہ وہ بھی اخبار "زمیندار" ۴ر جنوری سنہ ۱۹۴۰ء کے مطابق "اہم ترین زلزلوں" میں شمار ہوتے ہیں۔ جو اخبار مذکور کے الفاظ کے مطابق "ذیل میں اہم ترین زلزلوں کا ذکر کیا جاتا ہے"۔ جو کہ سنہ ۱۹۰۸ء کے بعد آئے ہیں:۔

"ترکی سنہ ۱۹۱۲ء۔ وسطی اطالیہ سنہ ۱۹۱۵ء میکسیکو سنہ ۱۹۲۰ء۔ چین سنہ ۱۹۲۸ء۔ ریگون سنہ ۱۹۳۰ء نیپلز سنہ ۱۹۳۰ء۔ میلگوا سنہ ۱۹۳۱ء۔ چارلیڈس سنہ ۱۹۳۲ء۔ بہار سنہ ۱۹۳۴ء۔ کوئٹہ سنہ ۱۹۳۵ء۔ (زمیندار ۴ر جنوری صک) اور اب ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء کا تازہ زلزلہ جو اناطولیہ (ترکی) میں آیا۔

گویا سنہ ۱۹۰۸ء کے بعد ۳۱ سال میں "زمیندار" کے بیان کے مطابق "اہم ترین زلزلوں" کی تعداد بھی گیارہ ہے۔ مگر ان کی تباہی کا تو اندازہ ہی نہیں۔ بالخصوص بہار کا ۱۹۳۴ء کا زلزلہ۔ کوئٹہ کا سنہ ۱۹۳۵ء۔ یہ ایسے زلزلے تھے۔ کہ ان سے ہلاک شدگان کی تعداد کا اندازہ ہی لگایا نہیں جا سکا۔ کیونکہ ان میں مجروحین کی تعداد بھی لاکھوں تک پہنچ گئی تھی۔ اور اب دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء میں جو زلزلہ آیا ہے۔ اس میں بھی حکومت ترکیہ کے تازہ اعلان کے مطابق لکھا ہے:۔ "کہ اناطولیہ کے زلزلہ میں ۳۹ ہزار اشخاص ہلاک اور ۲۰ ہزار مجروح ہوئے ہیں۔ نیز ۵۰ ہزار مکان تباہ و برباد ہو گئے۔" صرف ٹوکلٹ کے علاقہ میں بیس ہزار مویشی مر گئے۔ پرتاب ۷ر جنوری

گویا براہین احمدیہ کے بعد نصف صدی میں اہم ترین زلزلوں کی تعداد بھی اکیس ۲۱ تک پہنچ گئی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پیشتر ۲۹۰ سال میں آنے والے زلزلوں کی تعداد صرف گیارہ ہے۔ اور ان دونوں زمانوں کے زلازل سے جس قدر اموات اور تباہیاں رونما ہوئیں۔ ان میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پس ہمیں قدرتاً ان مصیبت زدگان سے ہمدردی ہے۔ اور چونکہ تازہ زلزلہ کی آفت ایک مسلمان سلطنت میں برپا ہوئی۔ اس لئے بوجہ ان کے مسلمان ہونے کے ان کے ساتھ ہماری ہمدردی اور بھی بڑھ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کی امداد کے لئے چندہ کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بہرحال ہمیں رنج ہے۔ مگر ساتھ ہی ہم یہ کہنے پر بھی مجبور ہیں۔ کہ یہ تباہیاں بلا وجہ نہیں۔ بلکہ یہ از روئے قرآن ایک نبی کی بعثت کا نشان ہیں۔ جس کی بعثت کے بعد ایسے مصائب کے آنے کی خبریں دی گئی تھیں۔ لیکن چونکہ لوگوں نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ اس لئے اس نبی یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے مطابق کہ "خدا تعالیٰ بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کردیگا"۔ خدا تعالیٰ قہری نشانوں کے ذریعہ لوگوں کو اس طرف توجہ دلا رہا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو ان باتوں سے فائدہ اٹھا کر خدا کے اس مامور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نجات اخروی کے حصول کا باعث بنتے ہیں۔ کیونکہ وہی خدا کے پیارے ہیں۔ جو اس کے احکام کی اتباع کرتے اور ان سے سرِمو انحراف نہیں کرتے۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار سید احمد علی مولوی فاضل آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ حال قادیان۔

# اناطولیہ (ٹرکی) میں لرزہ خیز تباہیاں
# اور
# جماعت احمدیہ سے مصیبت زدگان کی امداد کیلئے اپیل

اخبارات کے ذریعہ احباب کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ ۲۶-۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء کی درمیانی رات اناطولیہ میں ایک ایسا ہولناک زلزلہ آیا۔ جو ٹرکی کی تمام تاریخ میں اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتا۔ اگر ہلاک شدگان کی پوری تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ مگر ٹرکی کے وزیر داخلہ کے بیان کے مطابق قریباً ۲۰ ہزار آدمی مجروح اور ۳۹ ہزار کے قریب ہلاک ہو گئے۔ ایک ضلع کی ۶۵ ہزار کی آبادی میں سے تیس فی صدی ہلاک اور ۲۰ فی صدی مجروح ہو گئے ہیں۔ اور ۱۶ صوبائی شہر اور ۹۰ دیہات پیوند زمین ہو چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ساٹھ ہزار مربع میل کا علاقہ زلزلہ کی تباہ کاری سے ہسپتال اور قبرستان کا منظر پیش کر رہا ہے۔

۳ر جنوری سنہ ۱۹۴۰ء تک زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ جن کی وجہ سے سینکڑوں عمارتیں گر گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی سیلاب کی مصیبت نازل ہو گئی۔ خصوصاً سمرنا بروسا اور اڈریانوپل کے اضلاع میں دریاؤں کی طغیانی کی وجہ سے بے شمار انسان اور مویشی پانی میں بہ گئے۔ اسی سلسلہ میں بعض مقامات میں بجلی گرنے سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ جو لوگ زلزلہ سے بچ گئے تھے۔ اور بے خانماں ہو کر ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے۔ وہ ناقابل برداشت سردی اور برف باری میں اکڑ اکڑ کر مرتے چلے جا رہے ہیں۔

الغرض یہ ایسے ہولناک واقعات ہیں۔ جو اب تک اخباروں میں آ چکے ہیں۔ جن کو خیال میں لاتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ عالمگیر تباہیاں لوگوں کی اپنی بد اعمالیوں اور اس زمانہ کے مامور کے متعلق عدم توجہگی کے نتیجہ میں ہیں۔ جو زلازل سیلاب وبائی امراض اور جنگ و جدال کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل بتا دیا تھا۔ جیسا کہ حضور ۴ر مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع فرما چکے ہیں:۔ ــہ

ــہ سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے ::: جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دل بیتاب ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ تواب ہے

الغرض اور بھی بہت سی پیشگوئیاں حضور نے آنے والے زمانہ میں آنے والی تباہیوں کے متعلق فرمائیں۔ جو حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ گو دنیا نے ابھی تک خدا تعالےٰ کے مامور کی آواز پر کان نہیں دھرا۔ تا اس قسم کے مصائب و آلام سے نجات حاصل کر سکے۔ تاہم اب جو لوگ ان مصائب و آلام میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ان کی مصیبت میں ہمدردی کا اظہار کرنا۔ اور حتی الوسع امداد کے لئے آمادہ ہونا ایک عام جذبہ انسانی ہے۔ جو مصیبت کی سنگینی اور اسکی نوعیت کے لحاظ سے جوش میں آتا ہے۔ چنانچہ بعض وقت سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض وقت تو انسان دوسروں کو بچانے کے لئے اپنی جان کو بھی خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔

غرض کسی کی مصیبت میں ہمدردی کرنا ایک عام انسانی جذبہ ہے۔ جس سے کوئی فرد خالی نہیں۔ لیکن سب سے زیادہ اور مناسب اور لازمی طریق پر یہ جذبہ مومنین کی جماعت سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا شناسی کے نور کے باعث شفقت علی خلق اللہ کا رنگ ان پر سب سے زیادہ چڑھا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے مجھے یقین ہے۔ کہ ہر احمدی جس نے زلزلہ کی اس تباہی کا کچھ بھی حال سنا ہے۔ وہ مصیبت زدگان کے لئے ہمدردی کا جوش اپنے اندر ضرور رکھتا ہوگا۔

یوں تو بغیر کسی امتیاز مذہب و ملت کے بھی اس قسم کے مصائب و آلام میں اظہار ہمدردی کرنا واجب ہوتا ہے۔ لیکن جس سلطنت و علاقہ میں یہ تباہی آئی ہے۔ وہ چونکہ اسلام سے نسبت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے بھی ان لوگوں سے ہماری ہمدردی دوسروں سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

پس حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت میں اناطولیہ کے مصیبت زدگان کی امداد کے متعلق اپیل کرتا ہوں۔ کہ ہر احمدی اپنی اپنی حیثیت اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرور چندہ دے۔ اور عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ اس کا انتظام کریں۔ کہ تمام احمدی افراد سے ان کی حیثیت کے مطابق چندہ جمع کرکے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام پر امداد مصیبت زدگان اناطولیہ کی مد میں بھجوا دیں۔ لیکن اس چندہ کی فراہمی اور ترسیل میں جلد کوشش کرنی چاہیئے۔ تا حتی الوسع مرکز سے جماعت کی طرف سے یکجائی طور پر بروقت مصیبت زدگان کو معتدبہ رقم امداد کے طور پر بھیجی جا سکے۔

بالآخر میں پھر احباب اور عہدہ داران جماعت کو اس چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس وقت ان مصیبت زدگان کی امداد فرما کر ثواب حاصل کریں۔ (ناظر بیت المال)

(بقیہ صفحہ ۴)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس نصیحت کی طرف توجہ دلائی۔ جو حضور نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمائی۔ اور جو یہ ہے۔ کہ ان دماءکم و اموالکم حرامٌ علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔ یعنی جس طرح ذوالحجہ کی عزت ہے۔ جس طرح حج کے دن کی عزت ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کے مال۔ جان اور آبرو کی عزت ہے۔ اور جس طرح کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ پر حملہ کرے۔ کسی انسان کے لئے جائز نہیں۔ کہ وہ ذوالحجہ پر حملہ کرے۔ کسی انسان کے لئے جائز نہیں۔ کہ حج کے دن کی تنقیص کرے۔ اسی طرح کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں۔ کہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی جان۔ مال اور عزت پر حملہ کرے۔ اور حضور نے ہدایت فرمائی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث دوسروں تک پہنچائی جائے۔ اور ان سے کہا جائے۔ کہ وہ آگے بیان کریں۔ یہاں تک کہ ہر فرد کے دل میں یہ بات گڑ جائے۔ آخر میں فرمایا جاتی دفعہ میں یہ پیغام چھپوا کر آپ کو دوں گا۔ چنانچہ آپ نے حسب ذیل مضمون کو چھپوا کر سب میں تقسیم کرا دیا۔

برادرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع میں جبکہ آپ کی وفات قریب آگئی۔ بطور وصیت سب مسلمانوں کو جمع کرکے فرمایا ان دماءکم و اموالکم (راوی کو شبہ ہے کہ) واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا۔ اس شہر کی اس مہینہ میں اس دن کو اللہ تعالےٰ نے جو حفاظت بخشی ہے (حج کے ایام کی بات ہے) وہی تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں (اور ایک روایت کے مطابق تمہاری عزتوں) کو خدا تعالیٰ نے حفاظت بخشی ہے۔ یعنی جس طرح مکہ میں حج کے مہینہ اور حج کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح پرامن بنایا ہے۔ اسی طرح مومن کی جان اور مال اور عزت کی سب کو حفاظت کرنی چاہیئے۔ جو اپنے بھائی کی جان مال اور عزت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ گویا وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے حج کے ایام اور مقامات کی بے حرمتی کرے۔ پھر آپ نے دو دفعہ فرمایا۔ کہ جو یہ حدیث سُنے۔ آگے دوسروں تک پہنچا دے۔ پس اس حکم کے ماتحت یہ حدیث آپ تک پہنچاتا ہوں۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ اس حکم کے ماتحت آگے دوسرے بھائیوں تک مناسب موقعہ پر یہ حدیث پہنچا دیں۔ اور انہیں سمجھا دیں۔ کہ ہر شخص جو یہ حدیث سُنے۔ اسے حکم ہے۔ کہ وہ آگے دوسرے مسلمان بھائی تک اسکو پہنچاتا چلا جائے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

# بُدھ مت اور جاپان

## "فاروق" کے نامہ نگار خصوصی کی چٹھی

بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی پیدائش کا فخر ہندوستان کو حاصل ہے۔ ہندوستان میں سے بھی صوبہ بہار بنارس سے قریباً سو میل شمالی جانب شہر کپل وستو بجا طور پر ناز اں ہے۔ بدھ نے شہزادگی میں پرورش پائی۔ اور اسی میں جوانی کے دن گزارے۔ خدا نے آپ کو ایک متفکرانہ اور مدبرانہ طبیعت سے سرفراز فرمایا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ جس نے ایک شہزادہ کو فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور ایک بادشاہ کو گداگر بنا دیا۔

آپ تیس سال کی عمر میں دنیا کے ہموم و غموم سے گہرے طور پر متاثر ہو کر ان کے علاج اور ابدی خوشی کی جستجو میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کے اس مجاہدہ کا زمانہ سات سال ہے۔ جس میں سے چھ سال کے لئے "بدھ گیا" کا مندر آج بھی شہادت دے رہا ہے۔ اسی دوران میں آپ کے پانچ شاگرد تھے۔ انہوں نے بھی مجاہدہ کے آخری ایام میں آپ کے خیالات میں ایک لخت تبدیلی دیکھ کر روگردانی کرلی تھی۔

مجاہدہ کے اختتام پر آپ بنارس گئے۔ اور پھر اپنے گذشتہ شاگردوں کو اپنی نئی تعلیم سے متاثر کرکے اپنے زمرہ میں شامل کر لیا۔ ان کے علاوہ اسی تین ماہ کے قیام میں اور ساٹھ شاگرد بنائے۔ جن کو پرچار کے لئے مختلف اطراف میں روانہ کیا۔

بدھ کا زمانہ ۵۵۷ – ۴۸۵ قبل مسیح ہے اس حساب سے آپ کی عمر اسّی سال کی بنتی ہے۔ آپ کی زندگی میں صوبہ بہار اور صوبجات متحدہ بدھ ہو چکے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد پانچ سو بھکشوؤں نے ایک مجلس قائم کرکے آپ کے اقوال اور تمثیلات کو مرتب کیا۔ اس مجموعہ کا نام "ترپتاکا" ہے۔ جو کہ تین قسم کے مضامین پر مشتمل ہے۔

۱۔ بدھ کی اپنے شاگردوں کو ہدایات
۲۔ بھکشوؤں کے لئے اصول زندگی اور ان کی طرز معاشرت۔
۳۔ بدھ مت کے مسائل۔

بدھ مت کی تعلیم کا لب لباب وہ آٹھ اصول ہیں۔ جو کہ ہر مذہب میں جو کہ صحیح طور پر اس نام کا مستحق ہو۔ پائے جاتے ہیں۔ اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

ادراک صحیح۔ تمنا صحیح۔ گفتار صحیح۔ کردار صحیح معیشت صحیحہ۔ سعی بلیغ۔ تعلیم صحیح اور نمونہ صحیح۔

۴۷۷ قبل مسیح یعنی پورے سو سال بعد دوسری مجلس ہوئی۔ جس میں سات سو بھکشو شریک ہوئے۔ اس مجلس کا مقصد اختلافات کو دور کرنا اور بدھ کی صحیح تعلیم کی حفاظت کرنا تھا۔ اس کے بعد ۲۴۲ قبل مسیح یعنی ۱۳۵ برس بعد راجہ اشوک نے پٹنہ کے مقام پر ایک مجلس کا انعقاد کرایا۔ جس میں بدھ مت کے ایک ہزار عالموں نے شمولیت اختیار کی۔ اسی کے عہد میں سیلون۔ برما اور سیام میں بدھ مت نے خوب ترقی کی۔

اس کے تین سو سال بعد راجہ کنشک نے ایک مجلس کا انعقاد کرایا۔ جو کہ اس سلسلہ کی آخری مجلس تھی۔ کنشک سکا قوم کا ایک راجہ تھا۔ جس کی حکومت شمالی مغربی ہند میں تھی۔ پنجاب کشمیر۔ سندھ۔ افغانستان اور ترکستان اسکی قلمرو میں شامل تھے۔ اس نے بدھ مت میں قدرے ترمیم کرکے وسط ایشیا۔ تبت اور چین میں پرچار کے لئے بھکشو روانہ کئے۔ اور ان ممالک میں بدھ مت خوب پھیل گیا۔

اسی زمانہ میں بدھ مت دو بڑے فرقوں میں تقسیم ہوگیا۔ (Hinayana) ہنیایانہ اور (Mahayana) مہایانہ یعنی اتر پاٹھک اور دکھنی پاٹھک۔ اول الذکر کا عقیدہ ہے۔ کہ انسان نروان حاصل کرکے ترقی کرے۔ اور بدھ بنے۔ اور لوگوں کو نروان دینے والا ہو۔ مؤخر الذکر کہتے ہیں۔ کہ نروان حاصل کرو۔ اور بدھ کی مورتی کی پوجا کرو۔ یعنی صرف نروان تک ہی ان کا عقیدہ ہے۔ مؤخر الذکر فرقہ کا مذہب چین تبت اور منگولیا میں پھیلا۔ اور پھر کوریا اور چین کے راستہ جاپان میں داخل ہوا۔ بدھ ازم نے اپنے عروج کے زمانوں میں ہندوستان افغانستان ترکستان۔ تبت منگولیا۔ چین۔ برما۔ سیام۔ سماٹرا۔ جاوا۔ جزائر فلپائن۔ فارموسا اور جاپان میں خوب ترقی کی۔ موجودہ زمانہ میں بھی تبت۔ چین۔ برما۔ سیام منگولیا اور جاپان میں زوروں پر ہے۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ اگر آج بدھ آکر تبت اور چین کے بدھ مت کو دیکھے۔ تو شاید وہ خود بھی اسکو شناخت نہ کر سکے۔

اور رسومات کی پیچیدگی اور تعلیمات کی معمہ سازی ایک عقدہ لاینحل ہو چکی ہے۔ بھکشوانہ زندگی ہی اسکو سلجھا سکے۔ تو سلجھائے۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# رپورٹ تبلیغ بیرون ہند تحریک جدید

## جاپان مشن

مولوی عبد الغفور صاحب ۲ر نومبر تا ۲۷ر دسمبر کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں پانچ مضامین اخبار فاروق کے لئے لکھے۔ قریباً بیس آدمیوں سے ملاقات کی۔ اور بعض ان میں سے ملنے کے لئے آئے۔ بعض بڑے بڑے آدمی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر ایکنڈ اجو انسانی بال دیکھنے میں ماہر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوٹو میں بال دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ جاپانی کا سبق پڑھتا رہا۔ اور اردو پڑھانے کے لئے بھی جاتا رہا۔

## چین مشن

چودھری محمد اسحاق صاحب مجاہد ہانگ کانگ رپورٹ یکم تا ۱۵ر دسمبر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں سن رائز اور فاروق کو مضامین لکھے۔ زبانی تبلیغ کے علاوہ متعدد اشخاص کو بذریعہ خطوط تبلیغ کی۔ اور لٹریچر بھی روانہ کیا۔ تحریک جدید سال پنجم کا چندہ وصول کرنے اور آئندہ سال کے لئے وعدہ جات لینے کے لئے احمدی دوستوں کے پاس گیا۔ دو احمدی دوست بیمار تھے۔ ان کی تیمار داری کے لئے جاتا رہا۔

## (پوروو کرتو) جاوا مشن

سید شاہ محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے رو بصحت ہو کر ۱۷ر نومبر کو پوروو کرتو پہنچ گئے۔ کیونکہ یہ ایک قصبہ ہے۔ وہاں تبلیغ کے لئے گئے۔ اور ۲۹ر نومبر تک وہاں رہے۔ اور تبلیغ کرتے رہے۔ وہاں کے Reg* صاحب سے ملاقات کی۔ اور تفسیر پارہ اول اور احمدیت حقیقی لا دینے کا وعدہ کیا۔ جو یہاں نہ مل سکی۔ محمد سورو سو صاحب آج کل اسی قصبہ میں ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ کو تحریک کی۔ کہ وہ عورتوں کو پڑھایا کریں۔ چنانچہ انہوں نے منظور کر لیا۔ پیغامیوں کے ٹریکٹ سیریز کے جواب میں ایک غلطی کا ازالہ ۱۶ صفحہ اور "اظہار حقیقت" ۲۰ صفحات ترجمہ کر کے مختلف عنوانات دے کر ایک ٹریکٹ شائع کیا۔

بعض احباب کو زبانی تبلیغ کرتا رہا۔ ان میں سے تین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۱) راڈن مانگسکو رو برونو۔ (۲) سوگمر جو۔ (۳) جسوادی۔ ان میں سے ایک صاحب پنشنر Pension ہیں۔ (جو اسسٹنٹ کمشنر انڈیا کے برابر ہے)

ان کی ہدایت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور اپنی صحت اور جماعت کے لئے بھی دعا کی التجا کرتے ہیں۔

## (سرابایا) جاوا مشن

ملک عزیز احمد صاحب یکم دسمبر تا ۲۰ر دسمبر کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں گرلیسی نامی شہر میں تبلیغ کے لئے گیا۔ ایک احمدی دوست فوت ہو گئے تھے۔ ان کے کفن دفن میں مصروف رہا۔ ۹ر دسمبر کو ایک جلسہ تھا۔ جس میں تقریر کی اور اعتراضات کا جواب دیا۔ احمدی دوستوں کی تربیت وغیرہ میں مصروف رہا۔ اور کئی دوستوں کو تحریری طور پر تبلیغ کی۔ اور لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ کتاب "مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ ممبران جماعت احمدیہ سرابایا کی طرف سے ایک مبارک بادی کا خط منسلک ہے۔

## قاہرہ مشن

مولوی محمد الدین صاحب اٹلی اور یونان سے نکل کر حضرت اقدس کے ارشاد کے مطابق مصر میں پہنچے۔ جہاں خدا کے فضل و کرم سے نہایت تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اگلی اشاعت میں مختصر حالات تبلیغی بھیجے جاویں گے۔

(ناظم تحریک جدید)

# تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کی اولاد و نسل کا اللہ تعالیٰ خود متکفل ہو گا

## کیا آپ نے اپنا وعدہ اپنے امام کے حضور پیش کر دیا ہے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو۔ کہ یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے وہ ضرور اسے ترقی دے گا۔ اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی۔ ان کو بھی دور کر دے گا۔ اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے۔ تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا۔ مبارک ہیں وہ جو بڑھ بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی۔ اور ان کی اولادوں کا خود اللہ تعالیٰ متکفل ہو گا۔ اور آسمانی نور ان کے سینوں سے اچھل کر نکلتا رہے گا۔ اور دنیا پر روشنی کرتا رہے گا۔"

یہ امر آپ پر واضح رہنا چاہیئے۔ کہ "تحریک جدید کا جہاد کبیر" بھی وہ اعلیٰ شان رکھتا ہے۔ کہ اس میں حصہ لینے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۱ء کی پانچہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کے پورا کرنے والے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انہی کے متعلق یہ فرما چکے ہیں۔ کہ "ان کے نام جہاں ایک کتاب میں چھاپ کر محفوظ کر دیئے جائیں گے۔ وہاں ان پانچہزار احباب کے نام منارۃ المسیح کی طرح مرکزی لائبریری کے ہال میں بھی لکھ دیئے جائیں گے۔" تا آنے والی نسلیں نہ صرف ان کے ناموں کو عزت سے یاد رکھیں۔ بلکہ ان کے لئے دلی خلوص سے دعائیں بھی کرتی رہیں۔ پس ایسی اعلیٰ شاندار تحریک میں شامل ہونا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ اگر آپ شامل نہیں۔ اور آپ کا ایمان اور آپ کا اخلاص آپ سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ایسی تحریک میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ تو آپ فوراً اپنا سال ششم کا وعدہ لکھ کر ابھی ڈاک میں ڈال دیں تا حضور کی خدمت میں وقت کے اندر پیش ہو سکے۔ کیونکہ ۱۳ر جنوری کے بعد کسی کا وعدہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

حضور کا یہ ارشاد بھی سن لیں۔ فرمایا:۔

"بعض نیکیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا ہمیشہ موقعہ ملتا رہتا ہے۔ مگر بعض نیکیوں کا موقعہ صدیوں میں ملتا ہے۔ (یاد رہے تحریک جدید کا موقعہ بھی صدیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے احمدیہ جماعت کو عطا فرمایا۔ چاہیئے۔ کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں۔ اور اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں) اور جو اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ندامت کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر ندامت فائدہ نہیں دیتی۔ پھر کیوں نہ انسان ندامت کے وقت سے پہلے ہی اپنے لئے زاد راہ مہیا کرے۔

پس قبل اس کے کہ ندامت کا وقت آئے۔ احباب اپنے وعدے حضور کی خدمت میں فوراً پیش کر دیں۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

## قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر خدا تعالیٰ کی راہ میں جو قربانیاں دیں۔ ان کی کھالوں کی قیمت مرکز میں بھیجیں۔ اسی طرح عید فنڈ جس کی ابتدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہوئی۔ اور ہر کمانے والے کے لئے رقم کم از کم ایک روپیہ ہے۔ اس کے وصول کرنے کی بھی کوشش کریں۔ اور اس طرح کافی رقم جمع کر کے سلسلہ کی ضروریات کے لئے مرکز میں بھیجیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

## ایک ضروری گذارش

تمام احمدی دوستوں اور احمدی جماعتوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل امور کے متعلق مجھے اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔ (۱) جلسہ سالانہ کے متعلق کوئی شکایت (۲) کوئی نقص معہ اصلاحی تجاویز۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

# پیغامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## قیامِ محبت بجواب پیغامِ محبت

(۳)

گذشتہ مضمون میں مَیں نے ثابت کیا تھا۔ کہ قرآن کریم اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب سے دائمی خلافت ہی ثابت ہوئی ہے۔ اب میں اہل پیغام کے اس قرطاس کو لیتا ہوں۔ جس کو وہ عدم خلافت اور انجمن کے جواز میں پیش کرتے ہیں۔ اور اسی کو پیغام محبت میں بھی درج کیا گیا ہے۔ "الوصیت میں حضرت صاحب کے صاف الفاظ یہ ہیں۔ کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس کا مفہوم ان تمام چیزوں کو جمع کرکے ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خلافت کوئی مستقل امر نہیں مسلمانوں کا صحیح نظام یہی ہے۔ کہ کوئی فرد واحد قوم کے متفق فیصلہ کے خلاف نہیں چل سکتا۔ نہ اس پر حکم بن سکتا ہے۔" (پیغام محبت ص)

---

میں خلافت کے مستقل یا غیر مستقل ہونے کے متعلق بحث کر چکا ہوں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد انجمن کو جانشین مانا ہے۔ یا کہ کسی فرد واحد کو۔ سو واضح ہو۔ کہ حضرت اقدس اپنی متعدد کتب میں اپنے بعد خلافت کو جاری لکھتے ہیں۔ مثلاً حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق۔ کہ میرے خلیفوں میں سے کوئی خلیفہ ارض دمشق کا بھی سفر کرے گا۔ سو اے میرے دوستو! غور کرو۔ کہ حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں۔ ہاں پوری ہوئی۔ اور ضرور پوری ہوئی۔ اور وہ وہی خلیفہ ہے۔ جس کے ہاتھ اس وقت جماعت احمدیہ کی باگ ڈور ہے۔

---

مزید سنیئے۔ حضرت اقدس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی نقل کرتے ہوئے کہ اسکی اولاد ہوگی۔ فرماتے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۱۲)

پس یہ وہی موعود خلیفہ ہے۔ جس کا انکار اچھا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول فرماتے ہیں۔ "میں چاہتا تھا۔ کہ صاحبزادہ محمود احمد جانشین بنتا۔ اور اسی واسطے میں ان کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

یہ حضرت خلیفہ اول نے بوضاحت فرمایا۔ "خلیفے اللہ ہی بناتا ہے۔ اور میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔" (پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

(۲) حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ "دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا اسکی اقتدار و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے دونوں شق ظہور میں آجائیں۔" (سبز اشتہار)

(۳) حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام الوصیت میں قدرت ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ "سو اے عزیزو۔ جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔" (الوصیت ص)

ان حوالہ جات کی موجودگی میں ہمارا یہ حق نہیں۔ کہ حضرت کی زندگی کے بعد خلافت کا انکار کریں۔

---

آپ کا یہ پیش کرنا کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ خلفاء کا سلسلہ بند ہے۔ اور انجمن خود مختار ہے۔ بلکہ برعکس اس کے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انجمن ہمیشہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کے ماتحت ہوگی۔ جیسا کہ آپ نے خود بھی تسلیم کیا ہے۔ "ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو شیخ کا خلیفہ مانا۔ نہ کہ نبی کا" (پیغام محبت ص۸) اور آپ مان چکے ہیں۔ کہ شیخ کا خلیفہ خدا بناتا ہے۔ پس اس وقت کی انجمن بھی خلیفہ کے ماتحت تھی۔ جس کے بعض ممبر آپ کے ہی افراد تھے۔

پس آپ بتائیں تو سہی۔ کہ کونسی رکاوٹ ہے۔ جو انجمن کو خلافت ثانی کے تابع نہیں ہونے دیتی۔ پس اب بھی انجمن کو بموجب حکم حضرت اقدس خلیفہ کے ہی ماتحت ہونا چاہیئے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

حضرت اقدس الوصیت میں فرماتے ہیں:۔ "اور یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیت ص۲۵) یعنی اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت کے فرمان کے مطابق وہ انجمن احمدیہ قادیان ہی ہے۔ آیئے اور اس سے وابستگی حاصل کرکے حضرت اقدس عم کی تعلیم پر عمل کیجیے۔

---

پھر آپ نے لکھا ہے۔ خلیفہ اول رض کے وقت خلیفہ کے لفظ پر بحث قوم کے مدنظر نہ تھی۔ (پیغام محبت ص۸) سنیئے اور غور سے سنیئے۔ یہ فتنہ کا بیج اس وقت سے ہی بویا جا رہا تھا۔ جیسا کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہاری نسبت نہیں۔ بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کیا معلوم کہ وہ ابوبکر رض اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے ..... میں ایسے لوگوں کو جماعت سے الگ تو نہیں کرتا۔ کہ شاید وہ پھر سمجھیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ پھر سمجھ جائیں۔" بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء

مجھے ذرا مصنف صاحب بتائیں تو سہی۔ کہ وہ کون دوست تھے۔ جو ایسی بحثیں کیا کرتے تھے۔ اور کن کو مخاطب کرکے حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے۔

"خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے۔ اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ جب میں مرونگا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اسکو آپ کھڑا کریگا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے۔ تو یاد رکھو! میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تم کو مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

پس یہ فتنہ اس وقت سے کھیل رہا تھا۔ مگر موقعہ نہیں ملتا تھا! کہ اس مسئلہ کو عام چرچا دیا جاوے۔ کیونکہ دل میں مولوی صاحب کے رعب کی وجہ سے خیال تھا۔ کہ شاید ہمارا وقار جماعت میں زائل نہ ہو جائے۔ پس اس خوف سے آپ لوگ اس وقت دبے رہے۔ کیونکہ اصل غرض اس وقت ظاہر کرنے سے پوری نہیں ہو سکتی تھی۔

---

میرے بھولے بھٹکے بھائیو! آؤ اب بھی وقت ہے۔ کہ مل کر حضرت اقدس عم کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پھیلائیں۔ اسلام اب مردہ ہے۔ صرف حضرت اقدس عم کی ہی تعلیم اس کو از سر نو زندہ کر سکتی ہے۔ آخر آپ بھی تو حضرت مسیح موعود کی محبت کے دعویدار ہیں۔ تو پھر آپ کی تعلیم کو لوگوں سے چھپانا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور وہ صحیح تعلیم وہی ہے۔ جس پر کہ آپ کے فرزند آقائی و مولائی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ جماعت احمدیہ کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ پس آئیں۔ اور ایمان لا کر ہمارے ساتھ اخوت کا رشتہ از سر نو قائم کر لیں۔ حضرت کی خلافت میں کسی کا دخل نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کو قابل آدمی کے سپرد کیا ہے۔ سنیئے۔ حضرت فرماتے ہیں:۔

"میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہتا ہوں۔ کہ میں نے حصول خلافت کے لئے کوئی منصوبہ بازی نہیں کی۔ میرے مولیٰ نے پکڑ کر مجھے خلیفہ بنا دیا۔ ...... خدا نے جو کچھ کیا ہے۔ اسے قبول کرو۔"

(القول الفصل ص۷۷)

خاکسار مولا بخش مجاہد تحریک جدید دیہاتی سکیم۔

---

## آپ کا فرض

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت۔ جو حضور نے فاروق کے متعلق فرمایا ہے آپکا فرض ہے۔ کہ آپ فاروق کی خریداری میں پوری کوشش کریں۔ خود خریدیں۔ دوسرے دوستوں کو خریدار بنائیں۔ تاکہ حضور کی دعاؤں سے مستفید ہوں۔ (منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ثنائی مشن!

## پنڈت آتمارام صاحب کی وکالت
## اور
## مولوی ثناء اللہ صاحب کی خجالت

چند ماہ ہوئے۔ کہ مَیں نے ایک اشتہار بحروف جلی ایک سکھ نومسلم گریجوایٹ کی پکار میں وفات عیسیٰ پر مضمون شائع کیا۔ اور یہی مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بوعدہ انعام بیس ہزار روپیہ چونتیس سال سے شائع کیا ہؤا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مولوی صاحب (مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری) صحیح یا کم از کم وضعی حدیث سے ہی یہ امر ثابت کردے۔ کہ حضرت عیسیٰ ؑ خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور اسی خاکی جسم کے ساتھ دوبارہ آسمان سے نازل ہونگے۔ تو ان کو بیس ہزار روپیہ انعام دیں گے (کتاب البریہ صفحہ ۱۹۵) اور یہ کہ لفظ توفی باب تفعل میں جب اللہ جل شانہٗ فاعل ہو۔ اور ذوی العقول یعنی انسان مفعول بہ ہو۔ تو اس کے معنی صرف قبض روح اور موت فوت کے ہی ہوتے ہیں۔ اور خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کے نہیں ہوتے۔ اگر کوئی غیر احمدی عالم اس قاعدہ کے خلاف اہل عرب کے مسلمہ دواوین اور احادیث نبویہ و آیات قرآنیہ سے (بغیر قرینہ صارفہ کے) یہ ثابت کردے۔ کہ مذکورہ بالا قاعدہ کے خلاف توفی بروزن تفعل کی رو سے انسان آسمان پر جایا کرتا ہے۔ تو اسے مزید دو صد روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ افسوس غیر احمدی علماء اس قاعدہ کلیہ اور قانون قدرت جاریہ کو نظر انداز کرکے توفی کے معنے ایسے کرتے ہیں۔ جن سے حضرت عیسیٰ ؑ لغت کے خلاف اور انبیاء علیہم السلام میں سے واحد لاشریک قرار پاجاتے ہیں۔ اس غیر معقول ہٹ دھرمی اور ضد سے عیسائی مذہب کی تائید اور اسلامی توحید کی تخریب لازم آتی ہے۔

افسوس ہے۔ کہ چونتیس سال سے مذکورہ بالا چیلنج اخبارات اور اشتہارات میں شائع ہوتا رہا ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب خاموش ہیں۔ یا تو بہت عمر رسیدہ اور پیر فرتوت ہونے کی وجہ سے یہ چیلنج ان کے دماغ سے اتر گیا ہے۔ یا دانستہ اسی چیلنج کو معرض التوا میں ڈالتے رہے ہیں۔ اور اپنی امداد کے لئے پنڈت آتمارام صاحب کو بلاکر ۲۹ ۱۲/۳۹ کی اہلحدیث میں اپنا سہارا لیتے ہیں۔ مگر چونکہ مولوی صاحب اندر باطن عیسیٰ ؑ کو فوت شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس واسطے کسی دوسرے کو کھڑا کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

عرصہ چند سال کا نہیں گزرا۔ کہ سرگودھا میں جب مولوی صاحب موصوف عیسائیوں سے مباحثہ میں عہدہ برآنہ ہوسکے۔ تو فرمایا۔ کہ کاش اس وقت کوئی احمدی مبلغ ہوتا۔ تو عیسائیوں کا ناطقہ بند کردیتا۔ ہمارے دوستوں نے کہا۔ کہ ۵۰ روپیہ دو۔ تو ہم مبلغ ابھی منگوا دیتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد دین صاحب انسپکٹر (جو اس وقت غیر احمدی تھے) انہوں نے پچاس روپے ادا کردیئے۔ اور مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی اور مولوی اللہ دتا صاحب فاضل آدھمکے۔ انہوں نے عیسائیوں کا ناطقہ تو جلدی بند کردیا۔۔۔ اس پر ڈاکٹر محمد دین صاحب نے ایک ہزار روپیہ نقد میز پر رکھ کر چیلنج دیا۔ کہ اگر حیات عیسیٰ مولوی ثناء اللہ صاحب ثابت کردیں۔ تو یہ ہزار روپیہ کی تھیلی انہیں انعام دے دی جاویگی۔۔۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ حیات مسیح ؑ سے انکار کیا۔ اور راہ فرار اختیار کی۔ اسی طرح مباحثہ تلونڈی جھنگلاں میں فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ ؑ کا تو جنازہ پڑھ لو۔ باقی مسائل پر بحث کرلو۔ یہ بات سنکر اہل دیہہ کی کمر ٹوٹ گئی۔

پھر لاچار اہالیان دیہہ نے مولوی صاحب کو سٹیج سے اتار کر فیس ادا کردی۔ اور گاؤں تب سے احمدی ہوگیا ہؤا ہے۔ اسی طرح پچیس ہزار دو صد روپیہ ۲۵۲۰۰ کا چیلنج اسی مسئلہ پر سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب دکن نے ۲۲ سال سے دیا ہؤا ہے۔ اور فروری ۲۳ سنہ میں دوبارہ یہی چیلنج دیا۔ مگر مولوی صاحب ایسے خاموش ہو رہے ہیں۔ کہ گویا مر ہی گئے۔ اگر جان ہوتی۔ تو حرکت کرتے۔

پنڈت صاحب کی ۱۲ ۱۰/۳۹ کی تحریر اور اہلحدیث مورخہ ۲۹ ۱۲/۳۹ کے جواب میں خاکسار راقم نے دو پوسٹر اول صداقت اسلام بوعدہ انعام ۲۵۲۰۰ روپیہ ۷۳ فرقوں میں سے صداقت احمدیت پر ہی موقوف ہے۔

دوم۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے انکار اور پروفیسر مولوی محمد الیاس صاحب برنی کی حق پوشی شائع کئے ہیں۔ امید کہ ان پوسٹروں کو دیکھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کے وکیل آتمارام جی خود مباحثہ کے لئے تکلیف نہ اٹھاویں گے۔ جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب بقید حیات موجود ہیں۔ اگر وہ مولوی صاحب کو حیات مسیح کے مباحثہ پر تیار کریں۔ تو بصورت فتح ان کو دو صد ۲۰۰ روپیہ انعام ملے گا۔ اگر مولوی صاحب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے چیلنج انعامی پچیس ہزار ۲۵۲۰۰ دو صد روپیہ پر حیات مسیح وغیرہ پر حلف اٹھالیں۔ تو ان کے لئے سیٹھ صاحب بائیس سال سے رقم کثیر انعام دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ بھری مجلس میں قسم اٹھاتے ہی پانصد روپیہ نقد دیا جاوے گا۔ اگر سال تک سلامت رہے۔ تو پچیس ہزار روپیہ ۲۵۰۰۰ انعام دیا جاوے گا۔ اور روپیہ امپیریل بنک آف انڈیا میں ڈیپازٹ کردیا جاوے گا۔ مولوی صاحب موصوف مضمون ہذا کو اہلحدیث میں چھاپ کر مباحثہ اور حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ اور آتمارام جی یا کسی اور دھوکہ کی ٹٹی میں شکار نہ کھیلیں۔ والسلام

خاکسار عبدالرحمٰن (مہر سنگھ) بی۔ اے

---

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# خطبہ جمعہ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۴۰ء

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اہم وصیت جسکی اشاعت ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں چونکہ گذشتہ ایام میں

**انفلوئنزا کی تکلیف**

سے بیمار رہا ہوں۔ بلکہ ابھی تک گلے میں بہت سی خراش باقی ہے۔ اس وجہ سے نہ تو میں اونچا بول سکتا ہوں۔ اور نہ ہی زیادہ دیر تک بول سکتا ہوں۔ لیکن چونکہ اب ایک

**نئے سال کا شروع**

ہے۔ اور نیا سال اپنے ساتھ نئی امنگیں اور نئے ارادے لیکر آیا کرتا ہے۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ باوجود تکلیف اور بیماری کے خطبہ میں ہی پڑھاؤں۔ تاکہ آئندہ سال کے متعلق جماعت کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلا سکوں۔

اس سال جلسہ سالانہ پر ایک چھوٹا سا اشتہار میری طرف سے شائع ہؤا ہے۔ جس میں

**رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک وصیت**

درج ہے۔ جو آپ نے اپنی وفات کی خبر ملنے پر مسلمانوں کو کی۔ وہ وصیت یہ ہے۔ کہ اِنَّ دِمَآءَکُمۡ وَاَمۡوَالَکُمۡ وَاَعۡرَاضَکُمۡ حَرَامٌ عَلَیۡکُمۡ کَحُرۡمَۃِ یَوۡمِکُمۡ ھٰذَا فِیۡ شَھۡرِکُمۡ ھٰذَا فِیۡ بَلَدِکُمۡ ھٰذَا۔ یعنی مکہ مکرمہ میں حج کے ایام میں جو عزت خدا نے حج کے دن کو دی ہے وہی عزت تم آپس میں ایک دوسرے کی جانوں۔ ایک دوسرے کے مالوں اور ایک دوسرے کی عزتوں کو دو یعنی

**کسی کی عزت پر حملہ نہ کرو**

اس پر اتہام نہ لگاؤ۔ اسے بدنام نہ کرو۔ اسے ذلیل نہ کرو۔ اسے برا بھلا نہ کہو۔ اسی طرح

**کسی کے مال پر حملہ نہ کرو**

یعنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ کسی کا حق غصب نہ کرو۔ کسی کے مال اور جائیداد میں ناجائز تصرف نہ کرو اسی طرح

**کسی کی جان پر حملہ نہ کرو**

یعنی کسی کو مارو نہیں۔ کسی کو پیٹو نہیں۔ کسی کو قتل نہ کرو۔ اور کسی سے لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہ کرو یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت ہے۔ اور آپ نے اس وصیت کے بیان کرنے کے بعد دو دفعہ فرمایا۔ کہ میں نے یہ وصیت تمہیں کی ہے۔ جس شخص کے کان میں میری یہ بات پڑے وہ آگے دوسرے لوگوں کے کان تک میری اس وصیت کو پہنچا دے۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اور آگے بیان کریں۔ گویا ہر شخص جو یہ حدیث سنے۔ اسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حکم ہے۔ کہ وہ آگے دوسرے مسلمان بھائیوں تک اسے پہنچا دے۔ میں نے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے دوستوں کو نصیحت کی۔ کہ وہ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس وصیت کے ماتحت اس حدیث کو دوسروں تک پہنچاتے چلے جائیں یہاں تک کہ یہ حدیث چکر کھا کر پھر ان تک پہنچے۔ اور پھر دوبارہ وہ شاہد بن جائیں۔ اور دوبارہ ان پر یہ فرض عاید ہو جائے۔ کہ وہ اسے غائب تک پہنچا دیں کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ

## فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

شاہد غائب تک اسے پہنچا دے۔ یعنی جس کے کان میں یہ حدیث پہنچے۔ وہ اسے اس شخص کے کان تک پہنچا دے۔ جو اس مجلس میں موجود نہیں تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ فلیبلغ العالم الجاھل۔ کہ جس شخص کو اس حدیث کا علم ہو۔ وہ اسے اس شخص تک پہنچا دے۔ جسے اس حدیث کا علم نہ ہو۔ اگر آپ یہ فرماتے۔ تو اس کے معنے اور ہو جاتے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کا صرف یہ مطلب ہوتا۔ کہ جن لوگوں کو اس حدیث کا علم ہو۔ انہیں تو یہ نہ پہنچائی جائے۔ البتہ جو اس حدیث سے ناواقف ہوں۔ ان تک اس حدیث کو پہنچایا جائے۔ اس صورت میں جب کوئی شخص اس حدیث کو سن لیتا تو وہ سمجھ لیتا۔ کہ اب کسی اور کو اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ پھر دوبارہ مجھے وہ یہ حدیث پہنچائے۔ اور نہ مجھ پر

## یہ فرض ہے

کہ میں ہر شخص کے آگے اسے بیان کروں۔ بلکہ جو اس حدیث سے ناواقف ہوگا۔ صرف اسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث بتاؤں گا۔ اور اگر کوئی اسے یہ حدیث پہنچاتا۔ تو وہ کہہ سکتا تھا۔ کہ مجھے تو پہلے سے ہی یہ حدیث معلوم ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ فلیبلغ العالم الجاھل۔ میں عالم ہوں۔ اس حدیث سے ناواقف نہیں۔ پس تم میرے سامنے یہ حدیث کیوں بیان کرتے ہو۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا۔ کہ فلیبلغ الشاھد الغائب۔ کہ جب کسی مجلس میں یہ حدیث بیان کی جائے۔ تو جو اس حدیث کو سن رہا ہو۔ یہ نہیں کہ وہ اس حدیث کو جانتا نہ ہو۔ چاہے وہ پہلے سے جانتا ہو۔ بہر حال جب وہ کسی مجلس میں ایک

## شاہد کی حیثیت میں

اس حدیث کو سنے۔ تو اسکا فرض ہے۔ کہ وہ اسے الغائب یعنی اس شخص کے کانوں تک پہنچا دے۔ جو مجلس میں موجود نہیں تھا۔ یہاں بھی یہ نہیں کہا۔ کہ اس شخص کو حدیث پہنچاؤ۔ جو اس حدیث کو جانتا نہ ہو۔ بلکہ غائب کا لفظ رکھ کر بتا دیا۔ کہ چاہے وہ اس حدیث کو جانتا ہی کیوں نہ ہو۔ جب وہ اس مجلس میں موجود نہ ہو۔ جس مجلس میں اس حدیث کو بیان کیا جا رہا ہو تو تمہارا فرض ہے۔ کہ تم اسے پہنچاؤ۔ کیونکہ اصل غرض اس حدیث کے پہنچانے سے یہ نہیں۔ کہ لوگوں کو اس تعلیم کا علم ہو جائے۔ بلکہ اصل غرض یہ ہے۔ کہ یہ تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آکر ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ اور ان کے دل اور دماغ پر اس کا نقش ہو جائے۔ دنیا میں کئی باتیں انسان کے علم میں ہوتی ہیں۔ مگر بسا اوقات وہ

## دل اور دماغ پر نقش

نہیں ہوتیں۔ اس وجہ سے باوجود علم کے ان پر عمل کرنے میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ مگر جب کوئی بات بار بار دہرائی جائے۔ تو وہ دل اور دماغ پر نقش ہو جاتی ہے۔ اور عمل کا ایک جزو بن جاتی ہے۔ پس کسی تعلیم کا صرف پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ اس پر عمل کیا جائے۔ اور عمل کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ بار بار تعلیم دُہرائی جائے اسی حکمت کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حدیث آگے اور پھر آگے بیان کرنے کی وصیت کی ورنہ یہ تو نہیں کہ اس حدیث اور اس مفہوم کو مسلمان پہلے جانتے نہ تھے؟ مسلمان پہلے بھی اس بات کو جانتے تھے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

## ساری عمر یہی تعلیم دی

کہ تم بلاوجہ کسی کا مال نہ لو۔ بلاوجہ کسی کی جان پر حملہ نہ کرو۔ بلاوجہ کسی کو دکھ اور اذیت نہ پہنچاؤ۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیشہ یہ تعلیم دی۔ کہ جھوٹے اتہامات مت لگاؤ۔ کسی کو ذلیل اور رسوا نہ کرو۔ کسی سے تکبر کے ساتھ پیش نہ آؤ۔ کسی کی عیب چینی نہ کرو۔ تجسس اور غیبت نہ کرو۔ اور یہی اس حدیث کا خلاصہ ہے۔ پس اس حدیث میں جو کچھ کہا گیا۔ وہ کوئی نئی بات نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم میں پہلے سے یہ تمام باتیں موجود تھیں۔ قرآن کریم میں بھی ہر بات کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ البتہ اس وصیت میں اس تعلیم کو

## ایک خاص صورت

دے دی گئی ہے۔ ورنہ مضمون وہی ہے۔ صرف اس وقت کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ وصیت کی۔ آپ نے سوچا۔ کہ جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا۔ تو مسلمانوں کو یہ اہم سبق یاد دلانے والے بہت کم رہ جائیں گے۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو ممکن ہے۔ کہ کوئی بھی یہ سبق یاد دلانے والا نہ رہے۔ پس کیوں نہ میں

## ہر مسلمان کو دوسروں کا ناصح

بنا دوں۔ تا یہ ضرورت ہی نہ رہے۔ کہ کوئی خلیفہ ان تک یہ بات پہنچائے۔ یہ ضرورت ہی نہ رہے۔ کہ کوئی معلم ان تک بات پہنچائے۔ یہ ضرورت ہی نہ رہے۔ کہ کوئی واعظ ان تک بات پہنچائے۔ یہ ضرورت ہی نہ رہے۔ کہ کوئی بڑا بزرگ اسے بیان کرے۔ یہ ضرورت ہی نہ رہے۔ کہ کوئی باپ اسے بیان کرے۔ یا ماں بیان کرے۔ یا کسی کا کوئی دوست اور عزیز بیان کرے۔ بلکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے سامنے اس حدیث کو بیان کرے۔ اور بیان کرتا چلا جائے۔ اور یقیناً نصیحت کو پھیلانے کا اس سے بڑھ کر

## لطیف گر

اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرما کر کہ ان دماءکم واموالکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھٰذا فی شھرکم ھٰذا فی بلدکم ھٰذا۔ یہ نہیں فرمایا کہ فلیبلغ العالم الجاھل۔ اگر آپ یہ فقرہ آخر میں دُہرا دیتے۔ تو ممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ لے لیا جاتا۔ کہ یہ حدیث امت محمدیہ کے ایسے ہی افراد تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ جن تک یہ حدیث پہلے نہ پہنچی ہو۔ بلکہ ممکن کیا مسلمان یہی مفہوم سمجھتے۔ اور وہ کہتے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف یہ حکم دیا ہے۔ کہ اے مسلمانو تم ان لوگوں تک اس حدیث کو پہنچاؤ۔ جو اس سے ناواقف ہیں۔ اگر کوئی اس حدیث کو پہلے جانتا ہے۔ تو اسے پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا۔ فلیبلغ الشاھد الغائب اور شاہد کے معنی عالم کے نہیں۔ بلکہ شاہد کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ شخص جو اس مجلس میں بیٹھا ہوا ہو۔ جس میں یہ حدیث بیان کی جا رہی ہو۔ اور

## غائب کے معنی جاہل کے نہیں

بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اس مجلس میں موجود نہ ہوں۔ جس میں یہ حدیث بیان کی گئی ہو۔ مثلاً اس وقت خطبہ جمعہ میں جو لوگ شامل ہیں۔ وہ سب شاہد ہیں۔ اور جو احمدی یہاں نہیں بیٹھا۔ چاہے وہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ چاہے وہ اس حدیث کو سند کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک روایت کرتا ہو۔ وہ غائب ہے۔ کیونکہ وہ اس مجلس میں نہیں۔

پس اس حدیث میں یہ نہیں کہا گیا۔ کہ یہ ایک تعلیم ہے۔ جو ناواقفوں تک پہنچاؤ۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے۔ کہ یہ ایک تعلیم ہے۔ جو واقفوں اور ناواقفوں تک پہنچاؤ۔ اور وہ اگلے واقفوں یا ناواقفوں تک پہنچائیں۔ اور پھر پہنچاتے چلے جائیں۔ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا تغیر ہے۔ کہ عالم کی جگہ شاہد اور جاہل کی جگہ غائب کا لفظ رکھ دیا گیا ہے۔ مگر یہ چھوٹا سا تغیر ایک

## حکیم ہستی کا تغیر

ہے۔ جو یہ سمجھتی تھی۔ کہ ان دو چھوٹے سے تغیرات کے ساتھ میں اپنی امت میں اس تعلیم کے متواتر پھیلائے جانے کی بنیاد قائم کر رہا ہوں۔ پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں۔ کہ عالموں کو چاہیئے۔ ناواقفوں تک اسے پہنچا دیں۔ بلکہ اس حدیث کا یہ مفہوم ہے۔ کہ ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ وہ ہر اس دوسرے مسلمان تک جو اس مجلس میں شامل نہیں۔ یہ حدیث پہنچا دے۔ اور پھر آگے اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اسی طرح اور لوگوں تک اس حدیث کو پہنچاتا چلا جائے۔ اور جبکہ اس حدیث میں یہ شرط عاید کر دی گئی ہے۔ کہ جس مجلس میں یہ حدیث بیان کی جائے۔ اس میں بیٹھنے والوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان لوگوں تک اس حدیث کو پہنچائیں۔ جو اس مجلس میں موجود نہ ہوں۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ

## قیامت تک یہ حدیث ایک دوسرے کو پہنچائی جائے گی

کیونکہ کوئی ایسی مجلس نہیں ہو سکتی۔ جس میں دنیا کے تمام مسلمان اکٹھے ہوں۔ اور سب کے سامنے ایک وقت میں یہ حدیث بیان کی جا سکے۔ لازماً ہر مجلس میں کچھ مسلمان ہوں گے۔ اور کچھ نہیں ہوں گے۔ پس اس شرط کے ماتحت ہمیشہ ان لوگوں کا جو کسی مجلس میں اس حدیث کو سنیں گے۔ یہ فرض رہے گا۔ کہ وہ دوسروں تک اسے پہنچائیں۔ اور اس طرح قیامت تک یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔ اور اگر بفرض محال کوئی ایسی مجلس قائم بھی ہو سکے جس میں روئے زمین کے تمام مسلمان اکٹھے ہو جائیں۔ اور سب کے سامنے ایک وقت میں اس حدیث کو بیان کر دیا جائے۔ اور ان میں سے کوئی غائب نہ ہو۔ تو بھی اس حدیث کا دوسروں تک پہنچانا صرف عارضی طور پر ختم ہوگا۔ کیونکہ جب نئے بچے پیدا ہوں گے۔ تو ان کے متعلق پھر اس بات کی ضرورت پیش آئیگی۔ کہ انہیں اس حدیث کے مفہوم سے آگاہ کیا جائے۔ فرض کرو۔

## روئے زمین کے تمام مسلمان

بیس کروڑ ہیں یا چالیس کروڑ ہیں۔ یا ایک ارب ہیں۔ اور اتفاقاً وہ ایک مجلس میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور سب کو یہ حدیث پہنچا دی جاتی ہے۔ تو بھی اس حدیث کو آگے پہنچانے کا سلسلہ عارضی طور پر ہی بند ہوگا۔ دائمی طور پر نہیں۔ کیونکہ دس پندرہ سال کے بعد ان کے جو بچے پیدا ہو کر بڑے ہو چکے ہوں گے۔ ان کو اس حدیث کا علم نہیں ہوگا۔ اور اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حکم پھر تازہ ہو جائیگا کہ فلیبلغ الشاھد الغائب۔

پس یہ ایک ایسا گر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایجاد کیا ہے۔ جس کو مدنظر رکھتے ہوئے کبھی مسلمان اس حدیث سے ناواقف نہیں رہ سکتے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس کے کان میں کم سے کم سال میں تین چار بار یہ حدیث نہ پڑے۔ اگر اس حدیث کا محض پڑھ لینا یا اس کا ایک دو دفعہ سُن لینا کافی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا۔ تو انسان بخاری میں اس حدیث کو پڑھ سکتا تھا۔ اور جو

### دینی مدارس کے اساتذہ

ہیں۔ وہ اپنے شاگردوں کو یہ حدیث پڑھاتے ہی ہیں بلکہ شاید دس دس دفعہ ان کے پڑھانے میں یہ حدیث آجاتی ہوگی۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ پڑھنے اور دوسروں کو پہنچانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ نہ فرماتے کہ فلیبلغ الشاھد الغائب۔ تو پڑھانے والے کے دل پر وہ اثر نہ ہو سکتا۔ جو اب ہوتا ہے۔ اس صورت میں پڑھانے والا اسے محض ایک حدیث سمجھتا۔ مگر اب جب وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کو ساتھ ہی دیکھتا ہے۔ تو وہ اسے صرف حدیث نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ اس حدیث کو

### ایک ذمہ واری اور امانت

سمجھتا ہے۔ اور وہ اس حدیث کو پڑھنا یا پڑھانا کافی خیال نہیں کرتا۔ بلکہ اس امانت کی ادائیگی کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ پس اس حدیث نے پڑھانے والے کے ذہن میں بھی بیداری پیدا کردی۔ اور پڑھنے والے کے ذہن میں بھی بیداری پیدا کردی پس یہ ایک

### عظیم الشان نکتہ

ہے۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے فائدے کے لئے بتایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرف توجہ دلادی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان الفاظ سے یہ منشا نہیں تھا۔ کہ اس وقت آپ کی مجلس میں جو لوگ موجود تھے۔ وہ ان لوگوں تک اسے پہنچا دیں۔ جو اس وقت موجود نہیں تھے۔ کیونکہ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ "اس مجلس کا شاہد" بلکہ آپؐ نے شاہد کا لفظ بغیر اضافت کے فرمایا۔ اگر آپ یہ فرماتے۔ کہ فلیبلغ شاھد مجلسنا ھذا۔ کہ اس مجلس میں جو لوگ موجود ہیں۔ وہ دوسروں تک میری یہ بات پہنچا دیں۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ اس حدیث کا دوسروں تک پہنچانا صرف انہی کا فرض تھا۔ ہمارا فرض نہیں۔ مگر آپؐ نے صرف فلیبلغ الشاھد الغائب فرمایا۔ اور غائب کے لئے بھی آپؐ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ الغائب عن مجلسنا ھذا۔ بلکہ الغائب کا لفظ استعمال کیا۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شاھد کا لفظ بھی بغیر اضافت اور قید کے استعمال کیا۔ پس جب آپ نے شاھد کا لفظ فرمایا۔ تو اس سے مراد وہ مسلمان نہیں تھے۔ جو اس مجلس میں موجود تھے۔ اور جب آپؐ نے غائب کا لفظ استعمال فرمایا۔ تو اس سے مراد بھی وہ مسلمان نہیں تھے۔ جو اس وقت مجلس میں موجود نہیں تھے بلکہ شاہد سے مراد وہ شخص ہے۔ جس کے سامنے یہ حدیث بیان کی جائے۔ اور غائب سے مراد ہر وہ شخص ہے۔ جس کے سامنے اس وقت حدیث بیان نہ ہوئی ہو۔ چاہے اس حدیث کا اسے علم ہی کیوں نہ ہو۔ پس

### جلسہ سالانہ پر

ایک تو میں نے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اس حدیث کے مضمون کو پھیلانے کی طرف توجہ کریں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس وصیت کو دوہراتے رہیں۔ یہانتک کہ یہ امر ان کی عادت میں داخل ہو جائے۔ اور ان کے دل میں اتنا راسخ ہو جائے۔ کہ ان کا ہاتھ کسی مسلمان کے خلاف نہ اٹھے۔ ان کی زبان کسی مسلمان کے خلاف نہ کھلے۔ اور ان کی آنکھ کسی مسلمان کے مال کی طرف نہ اُٹھے گویا دوسرے کی

### جان۔ مال اور آبرو پر حملے کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آئے

اور ان کی دیانت و امانت ایسے اعلےٰ پایہ کی ہو۔ کہ کسی مسلمان کے مال کی طرف ہاتھ اٹھانا تو الگ رہا۔ ان کی نگاہ بھی نہ اُٹھے۔ اور دنیا اس یقین پر قائم ہو جائے۔ کہ ایک مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان کا مال اٹھانا یا اسکی عزت اور جان پر حملہ کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ غیر مسلموں کے مال۔ جان اور آبرو پر حملہ کرنا جائز ہے۔ وہ بھی ویسا ہی ناجائز ہے۔ جیسے کسی مسلمان کے مال۔ جان اور عزت پر حملہ کرنا۔ البتہ اس حدیث میں زیادہ زور اسی بات پر دیا گیا ہے۔ کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی عزت پر حملہ نہ کرے۔ اس کے مال پر حملہ نہ کرے۔ اس کی جان پر حملہ نہ کرے۔ غیر مسلموں کا اسلئے ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ جب مسلمانوں کو یہ عادت ہو جائیگی۔ اور

### اپنے بھائیوں کے خلاف

نہ ان کا ہاتھ اٹھے گا۔ نہ ان کی آنکھ اٹھے گی۔ اور نہ ان کی زبان حرکت کریگی۔ تو وہ غیر اقوام کے لوگوں کو بھی دکھ دینے سے خود بخود اجتناب کریں گے۔ اور چونکہ وہ دوسری آیات اور احادیث سے یہ جانتے ہیں۔ کہ اسلام نے غیر مسلموں پر بھی حملہ کرنا ناپسندیدہ امر قرار دیا ہے۔ اور ان کو حملہ نہ کرنے کی پختہ عادت ہو چکی ہوگی۔ وہ کسی غیر مسلم کو بھی نہیں پیٹیں گے۔ وہ کسی غیر مسلم کا بھی مال نہیں کھائیں گے۔ اور وہ کسی غیر مسلم کی عزت پر بھی حملہ نہیں کریں گے۔ جس طرح مسلمانوں کی جان۔ مال اور آبرو پر وہ حملہ نہیں کریں گے۔

### دوسری بات

جلسۂ سالانہ پر میں نے یہ بیان کی تھی۔ کہ گذشتہ سال میں نے دوستوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ ہر احمدی کم سے کم ایک نیا احمدی سال میں ضرور بنائے۔ مگر میری یہ نصیحت اتنی کامیاب نہیں ہوئی۔ جتنی کامیابی کی توقع تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس سال

### پہلے کی نسبت بیعت زیادہ ہوئی ہے

مگر یہ زیادتی دس پندرہ فی صدی ہے۔ اور دس پندرہ فی صدی کی زیادتی کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔ اسلئے میں آج کے خطبہ میں پھر قادیان کے دوستوں کو اور باہر کے دوستوں کو بھی اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس سال پھر ہر احمدی کم سے کم ایک نیا احمدی بنانے کی کوشش کرے۔ اور چونکہ اگر انسان نے وعدہ کیا ہؤا ہو۔ تو اسے اپنی ذمہ واری کا احساس رہتا ہے۔ اس لئے

### ہر احمدی تحریراً مجھے اطلاع دے

کہ وہ اس سال کتنے نئے احمدی بنانے کا وعدہ کرتا ہے۔ تاکہ اول اسے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا خیال رہے۔ اور اگر بفرض محال وہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کر سکے۔ تو اس کے نفس میں شرمندگی پیدا ہو۔ اور وہ آئندہ اپنی گذشتہ کمی کو زیادہ جد وجہد سے پورا کرنے کی کوشش کرے۔ بہر حال یہ ایک مفید چیز ہوگی بسلسلہ کی ترقی کے لحاظ سے بھی کیونکہ جب وہ تحریری طور پر وعدہ کرینگے۔ تو وہ توجہ سے اس وعدہ کو پورا کرنے کی کوشش کرینگے اور ان کے اپنے نفس کے لئے بھی۔ کیونکہ اگر وہ وعدہ پورا نہ کر سکے۔ تو ان کے

### نفس میں غیرت

پیدا ہوگی۔ اور آئندہ وہ اس کوتاہی کا ازالہ کرنے کے لئے زیادہ جد وجہد سے کام لیں گے بغرض وعدہ کرنا ان کے لئے بھی مفید ہے۔ اور سلسلہ کے لئے بھی مفید ہے۔ پس جو دوست نئے احمدی بنانے کی نیت کریں۔ وہ مجھے بھی اپنی نیت سے آگاہ کردیں۔ اور بتا دیں۔ کہ اس سال کتنے نئے احمدی بنانے کی وہ کوشش کریں گے۔ اگر وہ اپنے لئے کوئی خاص علاقہ یا تبلیغ کے لئے کسی خاص قوم کو مخصوص کرنا چاہتے ہوں۔ تو اسکی بھی مجھے اطلاع دیدیں کہ فلاں علاقہ یا فلاں قوم میں چونکہ احمدیت نہیں اسلئے ہم اس علاقہ یا اس قوم کی ہدایت کے لئے تبلیغی جد وجہد کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہماری جماعت اگر فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کی طرف پورے طور پر توجہ کرے۔ تو

### جماعت کی ساری مشکلات

چند دنوں میں دور ہو سکتی ہیں۔ بلکہ جماعت کیا ساری دنیا کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ احمدیت ہی ہے۔ جو دنیا کی مشکلات کو دور کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اگر احمدیت آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہوتی۔ تو جرمنی اور برطانیہ اور روس اور فن لینڈ کے جھگڑے ہی کیوں ہوتے۔ یہ سب جھگڑے اسی لئے ہیں۔ کہ

### احمدیت کی تعلیم

ابھی تک دنیا میں نہیں پھیلی۔ پس آج دنیا کے تمام جھگڑے انتظار کر رہے ہیں احمدیت کے انتشار اور اسکی اشاعت کا۔ اور دنیا کے تمام جھگڑے انتظار کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم ہونے کا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حکومت دنیا میں اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جبتک احمدیت پھیل نہیں جاتی۔ پس اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور وفاداری بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ احمدیت کو ہم دنیا میں جلد سے جلد پھیلائیں۔ اور بنی نوع انسان کی محبت اور ان کی خیر خواہی بھی یہی چاہتی ہے۔ کہ احمدیت کو ہم دنیا میں جلد سے جلد پھیلائیں۔ تاکہ جھگڑے اور فساد دُور ہوں۔ اور دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ

### احمدیت کی اشاعت کے بعد کامل امن

ہو جائیگا۔ اور لڑائی جھگڑے کلیۃً مفقود ہو جائینگے انفرادی جھگڑے رہتے ہی ہیں۔ جیسے احمدیوں میں بھی بعض دفعہ جھگڑے ہو جاتے ہیں مگر وہ ایک حد کے اندر محدود رہتے ہیں۔ اور ان لڑائیوں اور جھگڑوں کے دور کرنے کا ذریعہ وہی حدیث ہے۔ جو میں نے بتائی ہے۔ اگر اس حدیث کو اپنا دستور العمل بنا لیا جائے تو اس قسم کے جھگڑے بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ لیکن بہر حال احمدیوں کے جھگڑے محدود ہیں۔ ان کے اثرات محدود ہیں۔ اور ان جھگڑوں کو روکنے کے سامان موجود ہیں اگر بعض احمدیوں میں لڑائی ہو جائے۔ تو

### ایک نظام موجود ہے

جو ان کے فتنہ کو روک دیتا ہے۔ ایک ہاتھ موجود ہے جو اس ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے۔ جو کسی دوسرے کو مارنے کے لئے اٹھتا ہے۔ اور ایک آواز موجود ہے جسکے سامنے اور تمام آوازیں دب جاتی ہیں۔ پس اس وجہ سے دوسروں کی نسبت ہماری جماعت لڑائی جھگڑوں اور ان کے خطرناک نتائج سے بہت حد تک محفوظ رہتی ہے۔ اور وہ جو فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ میں نے ضرور لڑنا ہے۔ اسکا پہلا قدم یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ہم سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ ہمارے نظام سے آزاد ہو جاتا ہے۔ تو پھر جو جی چاہے کرنے لگ جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کے لوگ بھی ؎

؎ جماعت سے الگ ہو کر فتنہ پیدا کرنے کی اسی وقت جرأت کر سکتے ہیں۔ جب تک ہماری جماعت زیادہ پھیلی ہوئی نہ ہو۔ ورنہ جب جماعت دنیا میں کثیر تعداد میں پھیل جائے گی۔ تو اس وقت اس قسم کے مفسد اور فتنہ پرداز بھی سمجھ جائینگے!